بات چیت

جنوری کے کھلونا میں ایم اسلم صاحب کی ایک کہانی "بے وقوف جلاہا" شائع ہوئی تھی اسے پڑھ کر جلاہوں کو بہت غصہ آیا کہ ان کی پوری قوم کی توہین کی گئی ہے. بہت سے دوستوں نے ہمیں خط لکھ کر اس کی شکایت کی، دوسروں نے دہلی، بمبئی اور دوسرے شہروں کے اخباروں میں اس کہانی کے خلاف خط چھپوائے، ہمارے ناگ پور ایجنٹ نے ہمیں بتایا کہ "کھلونا نے یہ کہانی چھاپ کر ہاتھی جیسی غلطی کی ہے جس کا بمبئی کے اخباروں میں ذکر ہو رہا ہے.... ہماری ایجنسی بالکل مومن پورہ (جولاہوں کا محلہ) کے قریب ہی ہے اور ہمارے تیس گاہکوں نے جنوری کا کھلونا واپس کر دیا... یہاں اس معاملے پر غور کرنے کے لئے ایک مومن پنچایت بیٹھنے والی ہے...."

بھیمڑی کے ایک دوست نے دھمکی دی کہ اگر ایسی بے ہودہ "چیزیں کھلونا میں چھپتی رہیں تو" مجبوراً ہمیں کھلونا اپنے گاؤں میں فروخت کرنے پر پابندی لگانی پڑے...

اور آگے چل کر انہوں نے اپنے خط میں، "... ایک ک...

بھی اس طرح کئی اخباروں پر پابندی...

طرح جلاہوں نے فلم 'جھولا' کے ایک گانے... کے خلاف تھا، بند کرا دیا تھا" اسی طرح "انہوں نے... لکھا تھا" ہم مل کر کوشش کر کے کھلونا پر بھی پابندی لگا دیں گے۔"

اس کہانی پر یہ بمب ہوتا دیکھ کر ہمارے ایک مسخرے دوست کہنے لگے: "کھلونا کی کہانی نے تو... جلاہوں کو بے وقوف ثابت نہیں کیا تھا، مگر اس پر اتنا... مچا کر جلاہوں نے خود اپنے آپ کو بے وقوف دکھانے... کوئی کسر نہیں چھوڑی۔"

خیر، یہ تو ہنسی کی بات تھی۔ اس پر ہم ... سے سوچو "بے وقوف جلاہا" ایک کہانی تھی۔ دوسری...

کہانیوں کی طرح۔ اس میں ایک بے وقوف جلاہے کی کہانی پیش کی گئی تھی۔ اس پر سب جلاہوں نے غل مچایا۔

اسی طرح، کھلونا بک ڈپو سے چھپی ہوئی کتاب "بے وقوف بادشاہ" پر انگلستان، ایران، مصر اور دوسرے ملکوں کے بادشاہوں کو ہمیں ناراضگی کے خط لکھنے چاہئیں، اور پھر بادشاہ پنچایت "کر کے کھلونا پر یہ پابندی لگانی چاہئے کہ کھلونا یا کھلونا بک ڈپو کی ... کتاب کسی بادشاہ کے محل میں نہ آسکے۔

"... وقوف کسان" "بے وقوف انگریز" ... ستانی" "بے وقوف پاکستانی" "بے وقوف ... بے وقوف ہندو" "بے وقوف سکھ" "بے وقوف پارسی" "بے وقوف ماسٹر" "بے وقوف لڑکا" "بے وقوف باپ" "بے وقوف گدھا" اور "بے وقوف ایڈیٹر" جیسی جیسی کہانیوں پر کسانوں، انگریزوں، ہندوستانیوں پاکستانیوں، مسلمانوں، ہندوؤں، سکھوں، پارسیوں، ماسٹروں، لڑکوں، باپوں، گدھوں اور ایڈیٹروں کو غل مچانا چاہئے اور کھلونا پر پابندی لگا دینی چاہئے ——!

اگرچہ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ کہانی چھاپنے میں ہم نے کوئی غلطی نہیں کی، پھر بھی اگر کسی جلاہے یا سب جلاہوں یا کسی بھی شخص کو اس کہانی سے تکلیف پہنچی ہو، تو ہمیں اس کا افسوس ہے، امید ہے ہمارے مومن بھائی اس پر ٹھنڈے دل سے سوچیں گے اور یہ یاد رکھیں گے کہ ہم نے وہ کہانی کسی کا دل دکھانے کے لئے شائع نہیں کی تھی، اور اگر وہ کسی "بے وقوف ایڈیٹر" کی اتنی ہی دل چسپ کہانی بھیجیں تو ہم اسے بھی خوشی سے چھاپنے کو تیار رہیں۔

انعامی کہانی نمبر ۲ کا نتیجہ، اور انعام پانے والی کہانیاں اسی پرچے میں چھپ رہی ہیں۔ مارچ کے کھلونا میں ایک اور انعامی مقابلے کا اعلان کیا جائے گا۔ ضرور دیکھنا۔ اس بار تین انعامی کہانیاں چھاپنے کے لئے، ہمیں ننھی منی کہانیاں اور پہیلیوں کے لئے جگہ نہ مل سکی۔

اس بار بتاؤ تو بھلا آسان تھا، اور ہم نے کچھ صحیح حل بھیجنے والوں کے نام قرعہ اندازی کر کے چھاپے ہیں۔ اب اس کی جگہ ایک دل چسپ معمہ چھپا کرے گا۔ اس کا انعام کیا ہو: روپے یا کتابیں، فیس کیا ہو؟ یا بالکل نہ ہو۔ یہ ہمیں آج ہی لکھو تاکہ ہم تمہاری رائے کے مطابق کوئی فیصلہ کر سکیں۔

تمہارا اپنا

یونس دہلوی

ان کا بدن فولاد سے زیادہ مضبوط ہے، اسی لئے انہیں کہتے ہیں ——

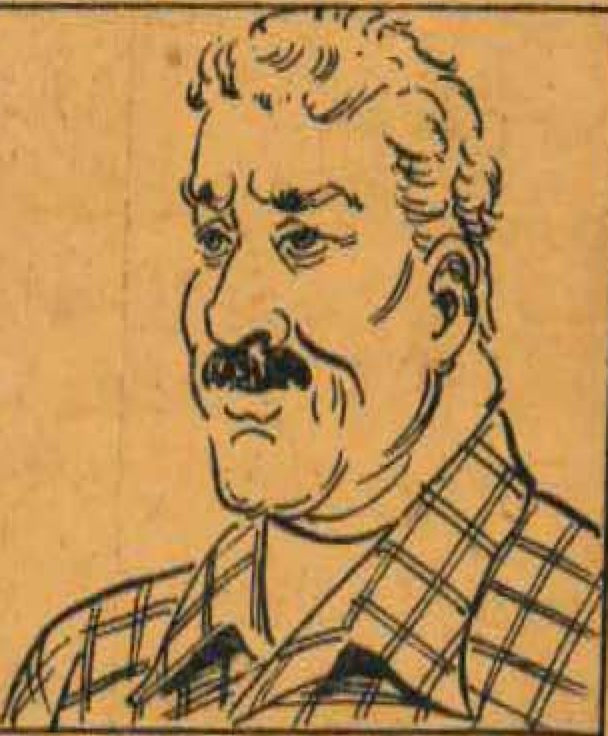

میاں فولادی

(جملہ حقوق کھلونا کے لئے محفوظ)

فولاد سے زیادہ مضبوط اور پہلوانوں سے زیادہ طاقت ور میاں فولادی پہاڑ کی ایک دراڑ میں پھنس گئے تھے، پہاڑ کے نیچے ایک نئی ہی دنیا تھی، بڑا سا خوب صورت محل اور خوب صورت باغ جس میں سے پھل کھا کر وہ ایک پلنگ پر لیٹے اور سو گئے —— لیکن انہوں نے ایک عجیب آواز سُنی۔ میاں فولادی اٹھے تو دیکھا چند پریاں ناچ رہی ہیں جب ناچ کے بعد پریاں کھانا کھانے بیٹھیں تو میاں فولادی بھی ان کے ساتھ آ بیٹھے اور اپنی ساری کہانی سُنائی۔

پریوں کے محل میں بلا اجازت چلے آنے پر میاں فولادی کو پکڑ لیا گیا، اور انہیں موت کی سزا دی گئی۔ دیوؤں نے پکڑ کر انہیں مارنا چاہا ہی تھا کہ ——

میاں فولادی کی آنکھ کھل گئی!
اوہ! تو یہ پریوں کا سب کچھ خواب تھا!
مگر یہ محل تو خواب نہیں ہے

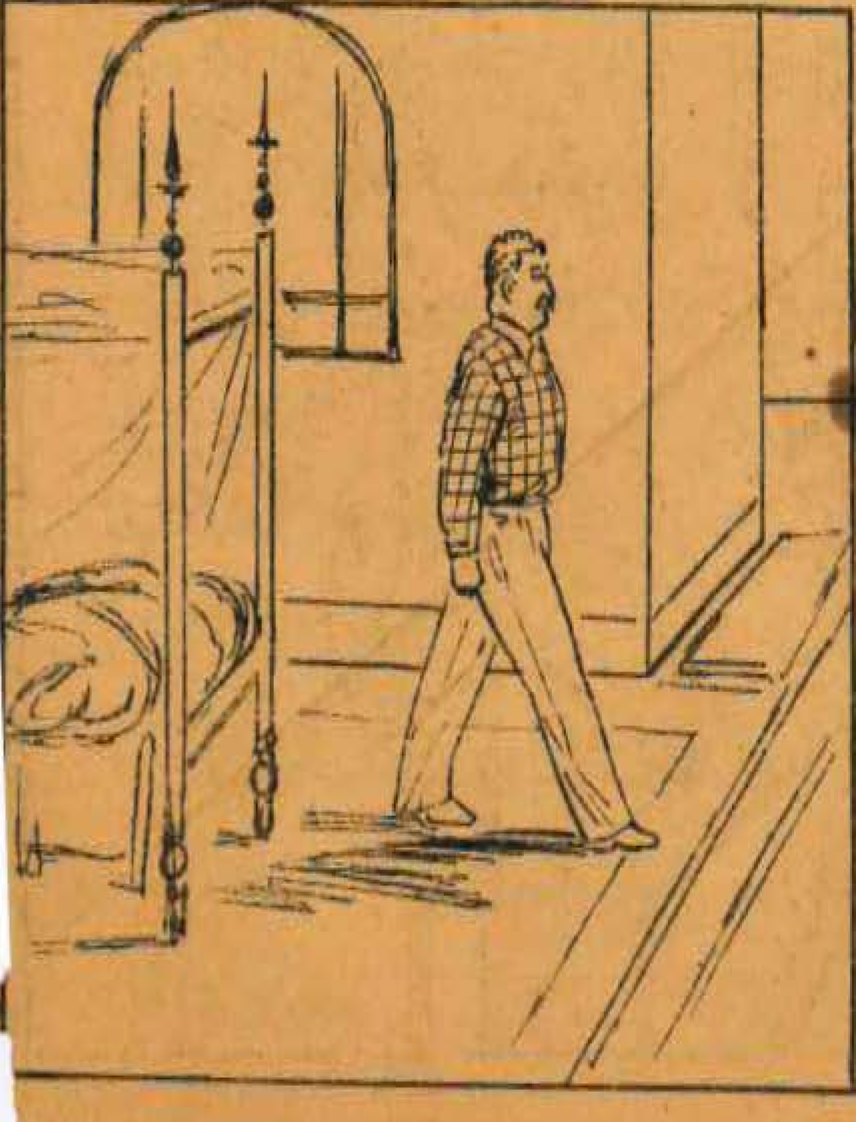

یہ محل کس کا ہے؟ یہاں کون رہتا ہے؟ یہ دیکھنے کے لئے میاں فولادی اُٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھے۔

انہوں نے دیکھا، ایک بڑے
سے کمرے میں بہت سے بوڑھے
بند ہیں ـــــ اور باہر لوہے
کی موٹی موٹی سلاخوں والا دروازہ
لگا ہوا ہے انہیں کھولنے کے لئے
میاں فولادی نے تالا توڑا۔
ان بوڑھوں نے بتایا کہ
یہ کچھ ڈاکوؤں کا محل ہے

اس کے چاروں طرف اونچے
اونچے پہاڑ ہیں اور یہاں آنے
کا راستہ غاروں میں سے ہوتا ہوا
نکلتا ہے۔ ڈاکو سال میں چھ مہینے باہر
کے شہروں میں ڈاکے ڈالتے پھرتے ہیں،
اور باقی چھ مہینے یہاں آکر آرام کرتے ہیں۔
یہ سب بوڑھے ان کے قیدی تھے، جو
بیس برس پہلے، اپنی جوانی میں قید
کئے گئے تھے۔

قید سے چھوٹنے کے بعد وہ
بوڑھے، فولادی کو محل کے
ایک اور کونے کی طرف
لے گئے ——

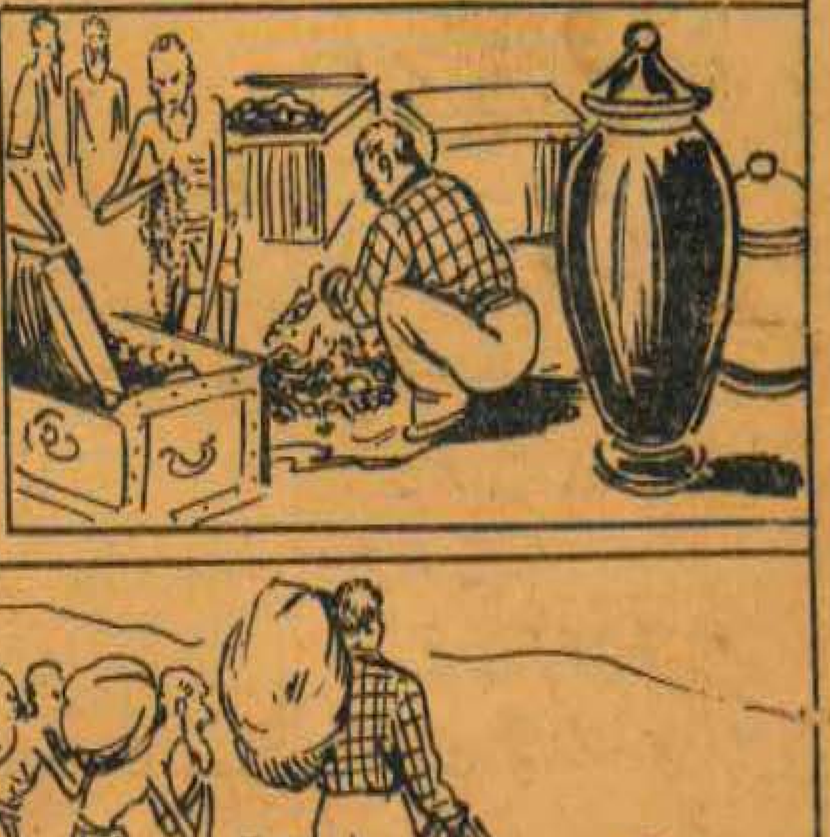

جہاں ڈاکوؤں کا خزانہ جمع تھا سب نے
صندوق کھول کھول کر ہیرے جواہرات
زیور اور دوسرا قیمتی سامان جمع کرنا
شروع کردیا۔

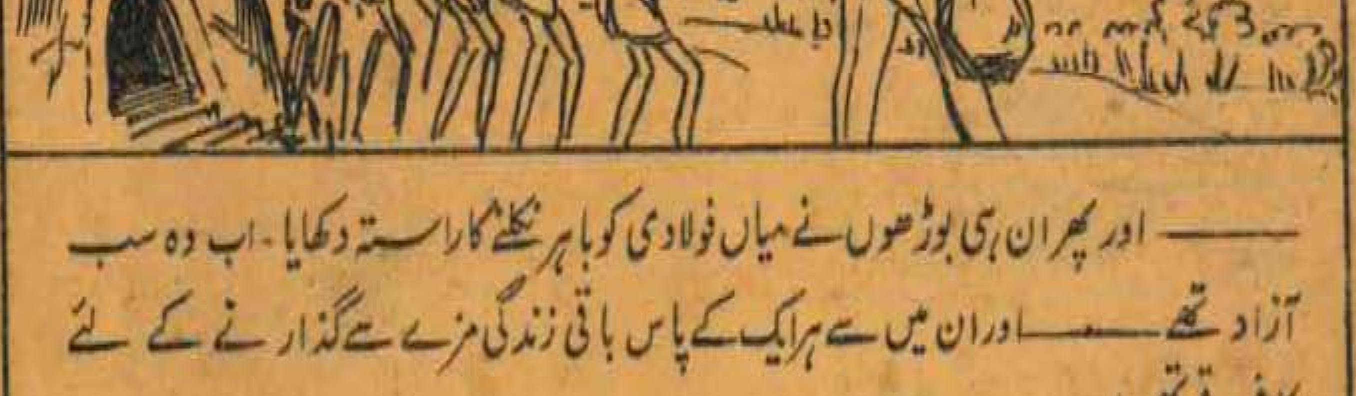

—— اور پھر ان ہی بوڑھوں نے میاں فولادی کو باہر نکلنے کا راستہ دکھایا۔ اب وہ سب آزاد تھے —— اور ان میں سے ہر ایک کے پاس باقی زندگی مزے سے گذارنے کے لئے کافی رقم تھی!

میاں فولادی کا یہ کارنامہ ختم ہوا ——
مارچ کے کھلونا میں ان کا ایک کارنامہ اور پڑھنا!

قوالی

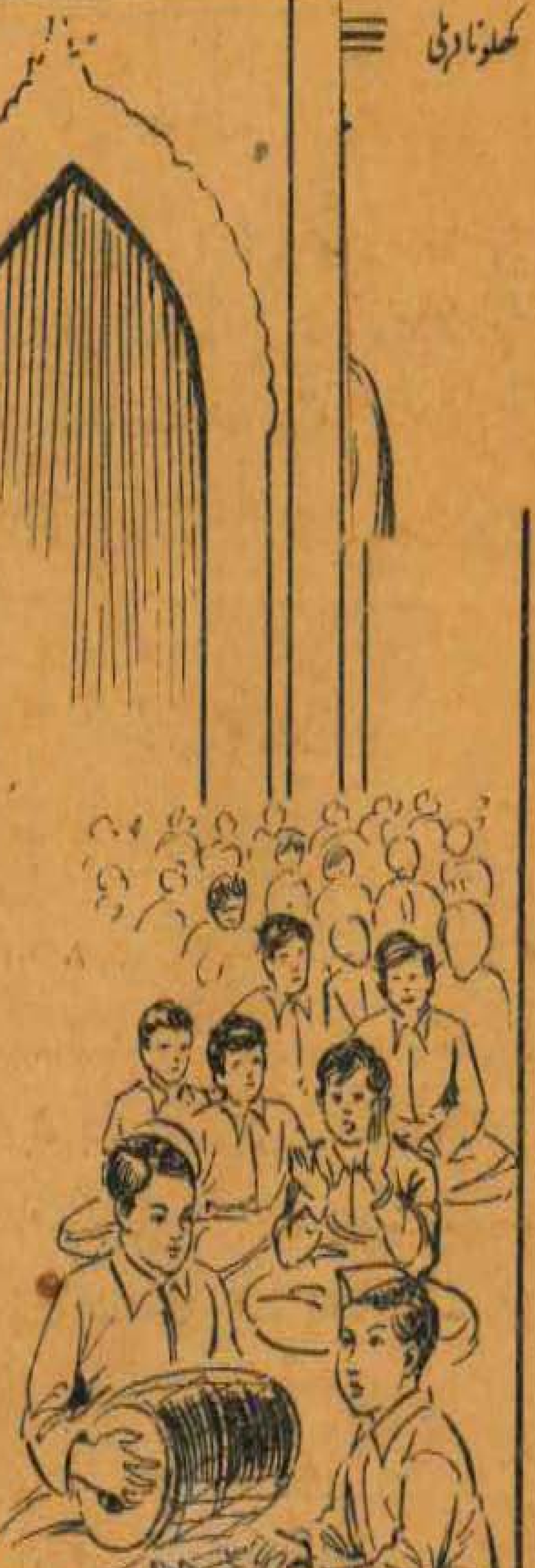

باغباں باغ میں رہا ہی نہیں
پھل چرانے میں اب مزہ ہی نہیں
بھول جاتے ہیں ہم سبق اکثر
کھیلنا ہم کو بھولتا ہی نہیں
رحم کی التجا کریں کس سے
ممتحن کا ہمیں پتہ ہی نہیں
یاد کروا دیئے ہمیں تاریخ
اس سے بڑھ کر کوئی سزا ہی نہیں
جوتے کھائے ہیں اس طرح جیسے
اس سے بہتر کوئی غذا ہی نہیں
یوں کھڑا ہوں میں بے حیائی سے
جیسے میں بنچ پر کھڑا ہی نہیں
اٹھ چکے میز سے سبھی مہماں
کوئی لڈو وہاں بچا ہی نہیں

راجہ مہدی علی خاں

شریر لڑکا

ایک شریر لڑکے نے اپنی نوکرانیوں کو زندہ جلایا دوسرے بہت سے لوگوں کو آپس میں لڑوا دیا اور بہت سی خوفناک دل ہلا دینے والی شرارتیں جن کے پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں
قیمت صرف چھ آنے

بادشاہ کا انعام

کیا آپ بھی انعام چاہتے ہیں؟ تو پھر بادشاہ کا انعام پڑھئے جس میں دو لڑکوں کی کہانی ہے کہ وہ پہلے کیا تھے پھر کیا ہوگئے۔ قیمت چار آنے

چور شہزادی

ایک شہزادی نے چوری کی اور ایک شہزادے نے اسے پکڑا تھا، پھر — ؟ یہ تو پڑھ کر ہی معلوم ہوگا کہ شہزادی نے چوری کیوں کی تھی اور کس چیز کی چوری کی تھی، کتاب پر شہزادی کی خوبصورت تین رنگوں والی تصویر بھی ہے۔ قیمت چار آنے

جادو کی بنسری

غریب ڈمبرو کو ایک بڑھیا نے جادو کی بنسری انعام کے طور پر دی۔ وہ اس سے امیر بنا۔ محلات بنائے باغات بنائے پھر بادشاہ بنا۔ لیکن ایکا ایکی وہ غریب بن گیا۔ ساری بادشاہت جاتی رہی۔ کیوں بھلا — ؟ بس پڑھ ڈالو۔ قیمت پانچ آنے

گھسیٹا کی بھتنا شاہی

گاؤں والے گھسیٹا کو بھوت سمجھ کر پریشان کرتے رہے اور وہ گاؤں والوں کو تنگ کرتا رہا دونوں کی پریشانیاں اس قدر دلچسپ ہیں کہ ایک ایک سطر کو پڑھ کر ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں بہت ہی مزیدار منظوم کہانی ہے۔ اگر کوئی بچہ بغیر ہنسے کتاب ختم کرے تو قیمت واپس۔ قیمت صرف آٹھ آنے

چار بہنیں

ایک کسان کی چار لڑکیاں تھیں، جو باپ کے مرنے کے بعد سلوک و اتفاق سے نہ رہ سکیں۔ قیمت پانچ آنے

ہندوستان اور دوسرے ممالک کے لئے —
کھلونا بک ڈپو۔ پھاٹک حبش خاں۔ دہلی

پاکستان میں اس پتہ سے منگائیے —
جاوید ایجنسیز پوسٹ بکس نمبر ۱۸۱۴ بندر روڈ کراچی

چمپارن بابا کا کرشمہ

بہت دن پہلے کا ذکر ہے کشمیر کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک کنبہ رہتا تھا ماں، باپ اور تین بچے۔ اس گھرانے کی سب سے سندر اور اچھی چیز اماں تھیں۔ ان کا رنگ سونے جیسا تھا اور آنکھیں ڈل جھیل کی طرح گہری نیلی اور بال تو بالکل اُن کالے بادلوں جیسے تھے جو برسات کے زمانے میں کشمیر کے آسمان پر چھا جاتے اور ساری وادی میں پانی برسا کر اُسے پھولوں اور پھلوں سے لاد دیتے تھے

اماں لکشمی کو اپنے بچوں سے بڑا پریم تھا۔ وہ دن رات گھر کے کاموں اور ابا کی خدمت اور بچوں کی دیکھ بھال میں مصروف رہتی تھیں۔ شام کو بچوں کو لے کر سیر کو نکل جاتیں۔ کبھی لہلہاتے ہوئے دھان کے ہرے ہرے کھیتوں کے کنارے ٹہلایا کرتیں، کبھی ننھی سی کشتی میں جسے شکارا کہتے ہیں بٹھا کر دریا کی سیر کراتیں اور کبھی چاندنی رات میں گھاس پر بیٹھ کر بچوں کو مزے مزے کی کہانیاں سنایا کرتی تھیں۔ ابا کو بھی جب کبھی اپنے کاموں سے فرصت ملتی تو وہ بھی آکر اماں اور بچوں کے ساتھ سیر اور کھیل میں شامل ہو جاتے تھے۔

ننھا پورن پیدا ہوا اس کی صورت بڑی بھولی اور معصوم تھی اُسے دیکھ کر اماں خوشی سے پھول گئیں کیسی فرشتوں کی سی صورت ہے اس کی پر جب انہوں نے دیکھا کہ اس کی کمر کبڑی ہے (کمر کے جھکنے کو کبڑا ہونا کہتے ہیں) تو ان کی خوشی غم ہو گئی اور جیسے جیسے پورن بڑا ہوتا گیا اس کی کمر کا کب بڑھتا گیا۔

اماں نے بہت دوا علاج ٹونے ٹوٹکے کئے پر کچھ بھی نہ ہوا۔ جب پڑوس کے بچے بچارے پورن کا مذاق اُڑاتے اور اُسے چڑاتے، یا وہ دوڑ میں سب سے پیچھے رہ جاتا، یا کوئی بچہ مار کر بھاگ جاتا تو پورن سسکیاں لیتا ہوا آتا اور ماں کی گود میں مونہہ چھپا کر رونے لگتا۔ اس وقت اماں کا دل تڑپ اٹھتا وہ اُسے گلے سے لگا کر پیار کرتیں اور خود ان کی آنکھوں میں بھی آنسو آ جاتے۔

ایک دن صبح سویرے سب بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔ کشمیری چائے کے بڑے برتن میں سے گرم گرم بھاپ اُٹھ رہی تھی اور تھالی میں سرخ سرخ کلچے رکھے ہوئے تھے۔ ایک دفعہ ہوا کے ساتھ ساتھ ہلکی ہلکی ٹک ٹک ٹک کی آواز آئی۔ اماں کے کان کھڑے ہوئے اور وہ ابا سے بولیں "کچھ سنا تم نے؟"

"کیا؟" ابا نے پوچھا

"یہ ٹک ٹک کی آواز جانتے ہو کس کی ہے؟"

"ہاں میری دادی اماں سناتی تھیں کہ ہمارے اس گاؤں میں سینکڑوں برسوں سے ایک بونا چمپارن رہتا ہے۔ اس کے پاس طاقت ہے جو چاہے وہ کرسکتا ہے ـــــ" ابا نے آہستہ سے کہا

"خیر خیر اب چپ رہو اس کا ذکر نہ کرو۔ جب پورن بڑا ہو جائے گا تو میں اس کے بارے میں اُسے بتاؤں گی۔ شاید اسی طرح ہمارا بچہ اچھا ہو جائے" ابا یہ سن کر مسکرائے مگر اماں کسی سوچ میں ڈوب گئیں۔

کتنے برس اور گزر گئے۔ اب پورن سولہ سترہ برس کا ہو گیا تھا۔ مگر اس کی کمر کا کب ابھی تک موجود تھا اور اس کی وجہ سے ہمیشہ اس کا ایک کندھا ایک طرف کو جھکا رہتا تھا۔ پورن بڑا نرم دل، ملنسار اور خوش مزاج تھا اس کے چہرے پر ایسی معصومیت اور آنکھوں میں ایسی کشش تھی کہ ہر کسی کا دل اس سے محبت کرنے کو چاہتا۔ مگر خود پورن کو ہر وقت اپنے کب کا خیال رہتا اور وہ سمجھتا کہ سب اُسے بُرا اور بدصورت سمجھتے ہیں۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ شام کا وقت تھا اور سب گھر والے بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ کہیں دور سے دھیمی دھیمی ٹک ٹک کی آواز آئی۔ اماں کے کان کھڑے ہوئے اور وہ بہت غور سے سننے لگیں پھر ایک دم اُٹھیں اور پورن کا ہاتھ پکڑ کر برابر کے کمرے میں لے گئیں۔ اور کہنے لگیں پورن سنو میں تمہیں ایک قصہ سناتی ہوں۔ بہت زمانہ گزرا

ہمارے پردادا پر ایک بڑی مصیبت کا وقت آ گیا تھا اور وہ بہت پریشان رہتے تھے۔ آخر ایک سادھو بابا نے انہیں ایک بونے کا پتہ بتایا جس کی مدد سے ان کی مصیبت دور ہو گئی ــــ اس بونے کا نام چمپارن ہے ــــ"

"چمپارن اماں" پورن نے پوچھا

"ہاں بیٹا یہ بڈھا جادوگر بونا پریوں کا موچی ہے جو ان کے جوتے بناتا اور ان کی مرمت کرتا ہے اس کا جوتے بنانے کا جو اوزار ہے بس ساری کرامت اس میں چھپی ہے ــ دیکھو کان لگا کر غور سے سنو یہ جو ٹنک ٹنک کی ہلکی ہلکی آواز آ رہی ہے نا ــ سنا ــ ہاں یہی ہے اس کے کیلیں ٹھونکنے کی آواز ــــ وہ جو دور سامنے چنار کا گھنا پیڑ نظر آ رہا ہے نا اس کی دوسری طرف بالکل جڑ میں درخت کے تنے کے اندر ایک کھوہ (بہت بڑا سوراخ) ہے اس کے اندر چمپارن رہتا ہے اور سال میں صرف ایک بار باہر نکل کر جوتوں کی مرمت کرتا ہے ــــ اگر آج تم اُسے نہ پکڑ سکے تو پھر سال بھر تک انتظار کرنا پڑے گا۔ تم وہاں جاؤ اور کسی طرح اسے راضی کرو کہ وہ تمہاری کمر سیدھی کر دے ــــ"

"اوہ ماں ــــ ماں ــ کیا یہ ممکن ہے کیا یہ ہو سکتا ہے" پورن نے پوچھا "ہاں بیٹے اگر تم سچے دل سے کوشش کرو ــــ" ماں نے نرمی سے جواب دیا۔ پورن کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں "آہ ماں اگر میری کمر سیدھی ہو جائے تو پھر میں لیلا سے بیاہ کر سکوں گا۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو میرے لال ــــ لیلا سے بیاہ ــــ کشمیر کی سب سے سندر اور پیاری لڑکی سے؟ تم نے تو کبھی اس سے پہلے مجھے نہیں بتایا کہ تم اس سے بیاہ کرنا چاہتے ہو" ماں نے کہا

"ماں میں اپنی اس کبڑی کمر کے ہوتے کیسے اپنی اس آرزو کو کسی پر ظاہر کر سکتا تھا ماں ــــــ پر ماں میں اس سے پریم کرتا ہوں ــــ" پورن نے آنکھیں جھکا کر کہا۔

"میرے بچے ایشور تیری مدد کرے اور تیری آرزو پوری ہو ــــ جا بھاگ رات بیتی جا رہی ہے جلدی سے اُس چنار کے پیڑ تک پہنچ جا ــــــ وہاں چاروں طرف اونچی اونچی گھاس ہے اس میں جا کر چھپ جا ... وہیں کہیں چمپارن چھپا ہوا جوتوں میں کیلیں ٹھونک رہا ہو گا۔ تم جا کر بس پیچھے سے اس کے کوٹ کا دامن پکڑ لینا اور جب تک وہ تمہارا کام نہ کر دے ہرگز ہرگز نہ چھوڑنا ــــــ

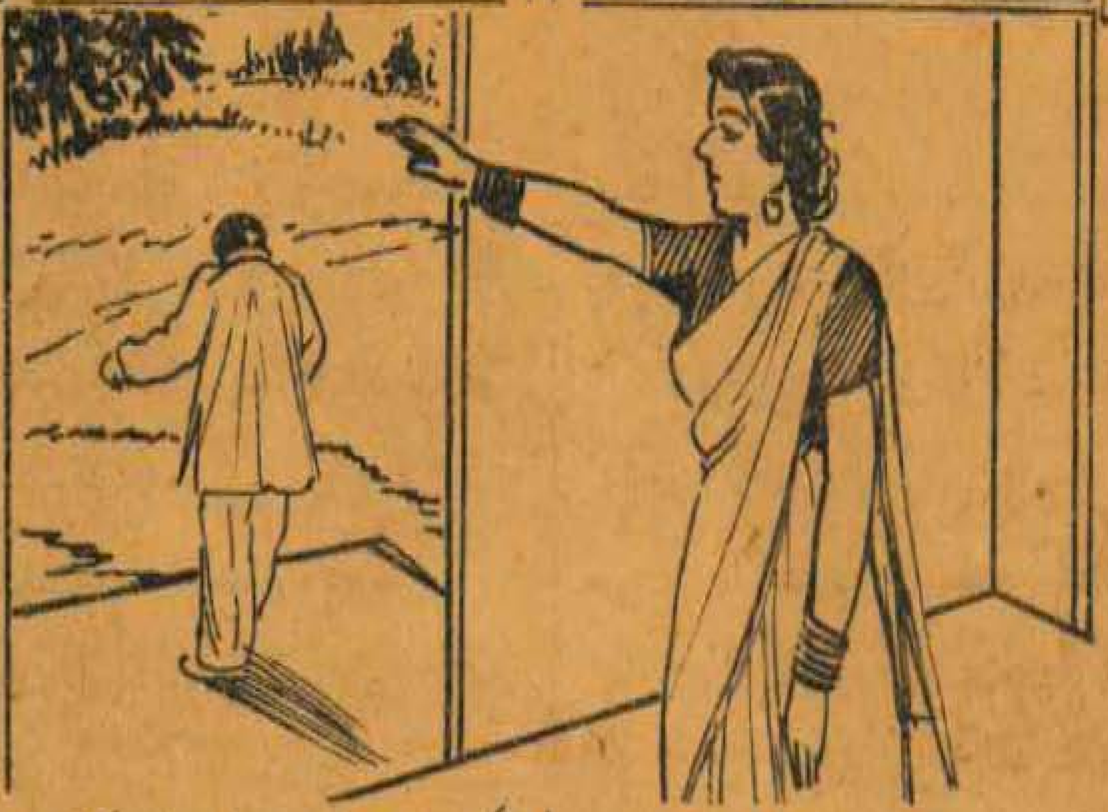

جاؤ بھاگو — جلدی کرو — ایشور تمہاری مدد کرے" پورن نے اماں کا ہاتھ پکڑ کر چوما اور پھر دوڑتا ہوا گھر سے باہر نکل گیا۔ اور اماں آنکھوں میں آنسو بھرے جب تک وہ نظر آتا رہا اُسے دیکھتی رہیں۔

پورن دھیرے دھیرے قدم رکھتا چنار کے درخت کے پاس گیا اور اونچی اونچی گھاس کی آڑ لیتا بالکل درخت کی جڑ کے قریب پہنچ گیا اُس نے دیکھا کہ بہت سی چھوٹی چھوٹی خوبصورت پریاں گاتی ناچتی، اچھلتی کودتی آرہی ہیں تو وہ فوراً گھاس میں چھپ گیا — اور جب وہ دور نکل گئیں تو یہ آگے بڑھا۔ ٹھک ٹھک کی آواز اب بالکل صاف اور زور زور سے آرہی تھی۔

پورن نے پیڑ کے تنے کی دوسری طرف جھانکا — دیکھا ایک چھوٹا سا بالشت بھر کا بڈھا آدمی ایک ہاتھ میں ننھی سی چاندی کی ہتھوڑی دوسری میں ایک ننھا سا جوتا لئے بیٹھا ہے اور سونے کی کیلیں ٹھونک رہا ہے۔ اس کے سر پر ایک لمبی سی نوکیلی ٹوپی ہے جو خود اس کے قد کے برابر ہوگی اور لال رنگ کا کوٹ پہنے ہے پاؤں میں چھوٹے چھوٹے سبز جوتے ہیں بڑے ہی خوبصورت اور لمبی سی نوکیلی سفید داڑھی اس کے پاؤں تک لٹک رہی ہے۔ جیسے ہی ننھا موچی اپنا تھیلا اُٹھا کر کھوہ کے اندر جانے کو مڑا۔

پورن نے، جو سہما ہوا کھڑا تھا لپک کر پیچھے سے اس کا دامن پکڑ لیا۔ اُس نے غصّے سے مڑ کر دیکھا اور کشمیری زبان میں کہا "یہ کون گستاخ ہے۔ چھوڑ دو میرا دامن"

پورن نے ڈرتے ڈرتے کشمیری ہی میں جواب دیا "چمپارن بابا یہ میں ہوں پورن"

"کون پورن میں نہیں جانتا ـــ چھوڑو مجھے ورنہ اچھا نہ ہوگا" چمپارن نے کہا "چمپارن بابا جب تک تم میری آرزو پوری نہ کروگے میں تمہیں نہ چھوڑوں گا"

"اُفوہ یہ آدم زاد ہمیشہ مجھے ستانے کو آجاتا ہے۔ بتاؤ کیا ہے وہ تمہاری آرزو ـــ کس قدر لالچی ہے انسان کی ذات بھی ـــ" چمپارن نے کچھ غصّے اور نفرت سے کہا۔

"بابا آدمی کے پاس تھوڑی سی طاقت ہو تو اسے دوسروں کو بُرا بھلا نہیں کہنا چاہیے" پورن نے بُرا مان کر کہا مگر دامن پھر بھی نہ چھوڑا۔ "ہاں یہ اور تماشہ ہے کہ آدم زاد بڑا نازک مزاج بھی ہوتا ہے ـــ اچھا خیر تم اپنی خواہش بتاؤ۔"

"میری خواہش یہ ہے کہ میرا کمر کا کُب غائب ہو جائے اور میں ایک سیدھا لمبا تڑنگا اور خوبصورت نوجوان بن جاؤں اور میرا بٹوہ ہمیشہ اشرفیوں سے بھرا رہے ـــ" پورن نے کہا

"پھر میں کہوں گا کہ آدمی کی ذات لالچی ہے تو تم بُرا مان جاؤ گے ـــ اور یہ سب تم کس لئے چاہتے ہو لڑکے؟" چمپارن نے پوچھا۔ "میں چاہتا ہوں کہ لیلا سے شادی کروں" پورن نے جواب دیا "کیا تم نے اس سے پہلے اس سے شادی کی

درخواست کی ہے ؟" چمپارن نے کہا " تم مجھے احمق سمجھتے ہو کہ میں اس کب کے ہوتے اس سے محبت کرتا ؟" پورن نے بگڑ کر کہا

" تم اس سے کہیں زیادہ احمق ہو جتنا میں سمجھتا تھا۔ اگر تمہاری وہ تم سے محبت کرتی ہے تو تم جیسے بھی ہو اُسے پسند ہو گے۔ اور اگر تم اُسے دولت اور حسن کا لالچ دے کر اس کی محبت خریدنا چاہتے ہو تو اس سے بڑھ کر حماقت کیا ہو گی ؟ ایسی محبت جو دولت سے خریدی جائے دھوکا ہے، پانی کا بلبلہ ہے جو دم بھر میں غائب ہو جائے گا ——"

" تم مجھے باتوں میں نہیں بہلا سکتے چمپارن بابا —— تمہیں میری آرزو پوری کرنی ہی ہو گی۔" پورن نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

" میرا کیا ہرج ہے۔ تم جانو۔ اچھا جھک تو جاؤ ذرا " چمپارن نے عاجز آکر کہا پورن جھک گیا۔ چمپارن نے اپنی ننھی ہتھوڑی سے تین مرتبہ اتنے زور زور سے اس کے کب کو ٹھونکا کہ پورن کی آنکھوں تلے اندھیرا آ گیا اور اس کے کان میں چمپارن بابا کی آواز آئی " اب سیدھے کھڑے ہو۔ اب تم لمبے، سیدھے، خوبصورت اور دولت مند ہو ——"

" شکریہ چمپارن بابا —— بہت بہت شکریہ۔ میں یہ رات، اور آپ کا احسان کبھی نہ بھولوں گا" پورن خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔

" تم بھول ہی نہیں سکتے بے وقوف لڑکے ——" ننھے موچی نے زور کا قہقہہ لگا کر کہا " کل رات بھی میں یہاں تمہارا انتظار کروں گا شاید تمہیں میری ضرورت ہو۔"

" اب مجھے تمہاری کیا ضرورت ہو گی بابا۔" پورن نے حیرت سے کہا۔

" اچھا دیکھا جائے گا خدا حافظ ——"

اگلے دن پورن خوشی میں مگن غرور سے اکڑتا ہوا لیلا کے گھر پہنچا اور اس نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا —— سندر اور بھولی صورت والی لیلا نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت لمبا تڑنگا نوجوان اکڑا ہوا کھڑا ہے —— وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔ اس نے پورن کو نہیں پہچانا۔

" لیلا —— لیلا —— اب میں سیدھا، لمبا، خوبصورت اور دولت مند ہوں —— دیکھو میرا

بٹوہ اشرفیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اب میں اس قابل ہوں کہ تم سے بیاہ کر سکوں۔ لیلا تم مجھ سے بیاہ کروگی نا لیلا؟" پورن نے ایک سانس میں یہ سب کہہ ڈالا۔ لیلا کی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں نفرت سے چمکنے لگیں اس نے غصے سے جواب دیا" ہرگز نہیں۔ میں کبھی تم سے شادی نہیں کروں گی۔ اور تم ہو کون جو مجھ سے اس طرح بدتمیزی کرنے آئے ہو۔ آئے بڑے وہاں سے اپنے حسن اور دولت کا رعب جمانے۔ چلے جاؤ یہاں سے ورنہ میں۔۔۔"

"مگر لیلا۔۔۔ میں۔۔۔ میں تو برسوں سے تمہیں چاہتا ہوں" پورن نے کہا" یہ اور بھی تمہاری گستاخی اور حماقت ہے۔ تم ہوتے کون ہو مجھے چاہنے والے۔ خبردار آئندہ سے ایسی بات موہنہ سے نہ نکالنا۔ میں تو برسوں سے یہ فیصلہ کر چکی ہوں کہ اس نوجوان سے بیاہ کروں گی جسے میں دل سے چاہتی ہوں۔ چاہے وہ کبڑا ہو مگر ہے تو شریف اور نیک۔۔۔۔" لیلا نے کہا۔

پورن کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا "چاہے کبڑا ہو" تو لیلا اُسے چاہتی تھی۔ پہلے بھی چاہتی تھی

۔۔۔ اور اس کے منہ سے نکلا "کبڑے اور بدصورت پورن کو"

لیلا یہ جملہ سن کر زور سے چلائی" بدصورت ۔۔۔ بدصورت۔۔۔ بڑے آئے پورن کو بدصورت کہنے والے۔۔۔ تم کیا جانو وہ کیا ہے۔ اس کا چہرہ تو فرشتوں کی طرح معصوم ہے، اس کی آنکھوں میں کتنی محبت اور نرمی ہے۔ وہ تمہاری طرح بدتمیز مغرور اور دولت کا غلام نہیں ہے۔۔۔ بھاگ جاؤ

اب کبھی نہ آنا میرے پاس — میں تو بیاہ کروں گی
تو اپنے پیارے کبڑے پورن سے —"

اُس رات پورن چلاتا ہوا چنار کے درخت
کی طرف بھاگا جا رہا تھا۔ "چمپارن بابا میں آرہا ہوں
میں آرہا ہوں"

اور ننھے مہربان موچی کی آواز اس کے
کان میں آئی "آؤ بچے آؤ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں"

"بابا مجھے پھر کبڑا بنا دو۔ مجھے نہیں چاہیے
یہ حسن اور دولت۔ لیلا مجھے نہیں چاہتی — وہ تو
کبڑے پورن کو چاہتی ہے بابا" پورن نے بسور کر کہا

"ہاں بیٹا میں تو پہلے ہی سے جانتا تھا —
تم تو دنیا کے سب سے بڑے دولت مند ہو کہ ایک
شریف لڑکی کی سچی محبت کی دولت کا انمول خزانہ
تمہارے پاس ہے۔ جاؤ اس سے شادی کر کے
سُکھ سے رہو۔ ہمیشہ اس سے برابری کا سلوک کرنا"

اور چمپارن بابا کی ہتھوڑی جیسے ہی تین مرتبہ
اور اس کی کمر پر پڑی پورن پھر پہلے جیسا کبڑا معصوم
بھولا اور نیک پورن بن گیا۔

سال بھر بعد لیلا دولہن بن کر پورن کے گھر
آ گئی اور ماں کی خوشی کا ٹھکانا نہ تھا کہ کشمیر کی سب سے
سندر، سب سے نیک اور پیاری لڑکی ان کی بہو بنی
ہے۔

پورن اور لیلا ہنسی خوشی رہنے لگے اور پھر کبھی
زندگی بھر پورن کو اپنے کبڑے ہونے کا افسوس نہیں
ہوا۔

صالحہ عابد حسین

اڑیل ٹٹو

لو اب ہم تمہیں کیا بتائیں کہ یہ کیسی کہانی ہے کچھ
تم سوچو بھی نام سے تو پتہ چلتا ہے کہ کہانی مزیدار بھی ہے اور
چٹ پٹی بھی کہانی میں تمہیں بڑی اچھی مزیدار باتیں ملیں گی جنہیں
پڑھ کر تم ہنستے ہنستے لوٹن کبوتر بن جاؤ گے، قیمت چار آنے

آٹھ بھائی

وہ دو یا تین بھائی نہیں تھے بلکہ پورے
آٹھ بھائی تھے، وہ ہر وقت لڑتے جھگڑتے ایک بار
اُن کے درمیان بڑی خوفناک لڑائی ہوئی اور اس کا
انجام کیا ہوا۔ یہ تم خود سوچ بھی نہیں سکتے۔ قیمت چار آنے

ہندوستان اور دوسرے ممالک کے لئے —
کھلونا بک ڈپو۔ پھاٹک حبش خاں۔ دہلی

پاکستان میں اس پتہ سے منگائیے —
جدید ایجنسیز پوسٹ بکس ۴۱۸ بندر روڈ۔ کراچی

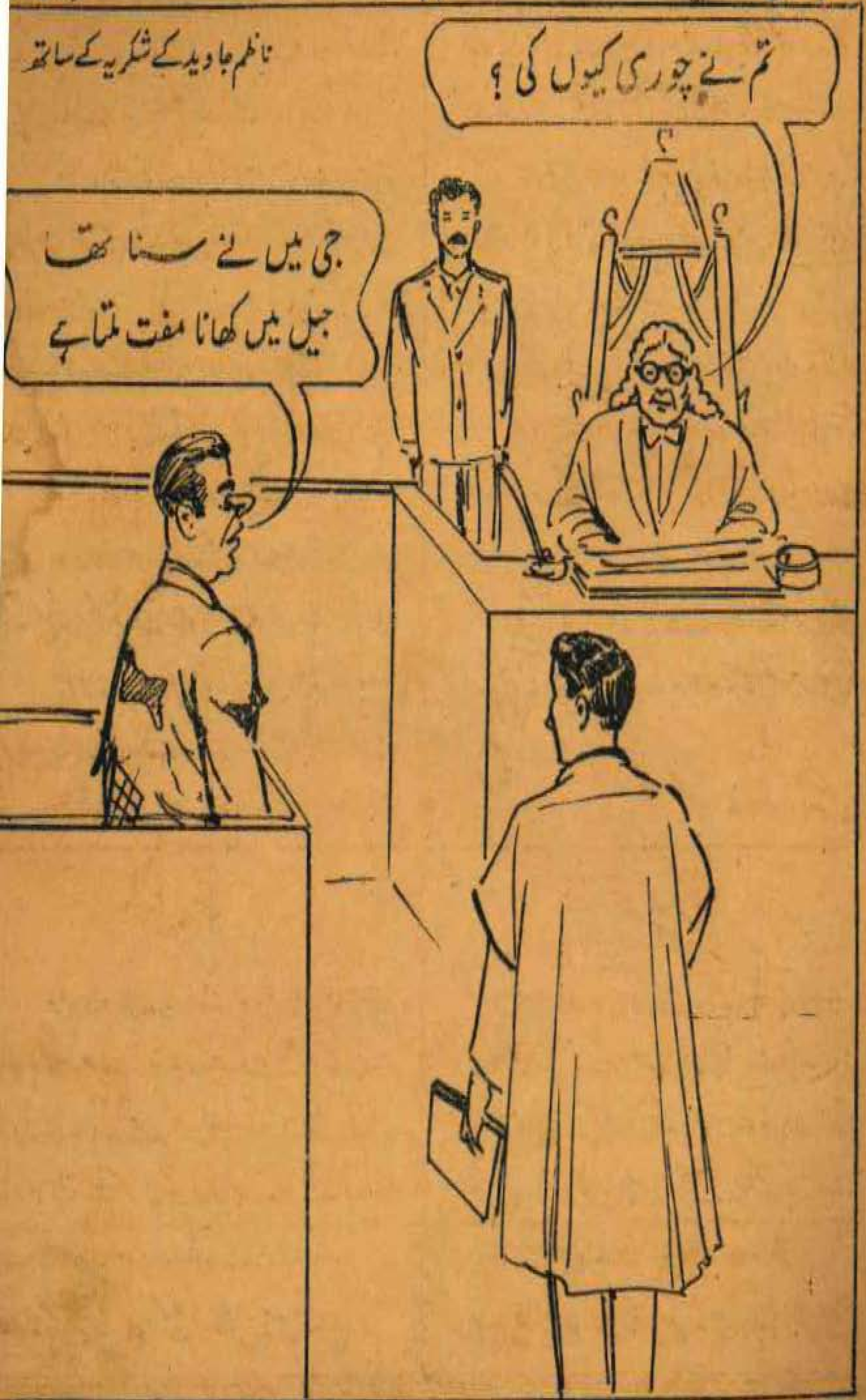
ناظم جاوید کے شکریہ کے ساتھ
تم نے چوری کیوں کی ؟
جی میں نے سنا تھا جیل میں کھانا مفت ملتا ہے

طلسمی لڑکا

اس لڑکے میں یہ خوبی تھی کہ وہ جب چاہے اپنا قد بڑھا یا اور گھٹا سکتا تھا۔ اسکول میں داخل ہوا وہاں اس نے اپنی اس خوبی کا کیا طوفان اٹھایا۔ یہ تم پڑھو گے تو ہنستے ہنستے بے حال ہو جاؤ گے۔ قیمت چار آنے

نقلی آدمی

جب وہ اس کے جسم سے کوٹ اتار کر بھاگے تو سمجھے کہ یہ نقلی آدمی ہے۔ مگر اس نقلی آدمی نے لپک کر انہیں دبوچ لیا پھر کیا ہوا۔ بھئی ہم کیا بتائیں۔ کہانی پڑھ کر دیکھو۔ قیمت چار آنے۔

دو احمق

ایک بغل میں انڈا دبا کر بچے نکالنے میں اُستاد تھا اور دوسرا باتیں خوب بناتا تھا۔ دونوں ایک مالی کے ہاں نوکر ہو گئے۔ وہاں انہوں نے کیسے گل کھلائے۔ یہ سب پڑھنے کے لئے چٹ پٹی کہانی پڑھئے

قیمت چار آنے

جاں نثار گھوڑا

گھوڑا بڑا مونہہ زور تھا۔ ایک دن شمس اس پر سوار ہو کر منڈی گیا تو اسے ایک بھورے رنگ کا آدمی مل گیا اور اس نے گھوڑا اس سے چھین لیا۔ پھر کیا ہوا۔ یہ کتاب پڑھ کر دیکھئے۔ قیمت چار آنے

ننھے ہوا باز

جب چھتری میں ہوا بھر گئی اور وہ اوپر اڑنے لگی تو دونوں بچے بہت خوش ہوئے۔ مگر جب انہیں وہ بہت ہی اوپر لے اڑی تو بہت گھبرائے۔ پھر کیا ہوا۔ وہ نیچے کیوں کر اترے۔ گھر کیسے لوٹ کر آئے۔ قیمت چار آنے۔

خوفناک کشتی

وہ کالی کشتی کے نام سے مشہور تھی، جو بھی اس میں بیٹھتا ڈوب جاتا۔ دو بچے ایک رات اس میں چپکے سے بیٹھ کر کہیں چل دیئے۔ سمندر میں سے دو سفید ہاتھ آگے بڑھے اور کشتی کو اندر کھینچ لیا۔ اور ان لڑکوں کا کیا ہوا۔ یہ "خوفناک کشتی" میں پڑھو۔ قیمت پانچ آنے

ہندوستان اور دوسرے ممالک کے لئے ——

کھلونا بک ڈپو پھاٹک حبش خاں۔ دہلی

پاکستان میں اس پتے سے منگائیے ——

جاوید ایجنسیز پوسٹ بکس نمبر ۱۴۸ بندر روڈ کراچی

جل رانی کو زکام

بولی اک مینڈکی یہ مینڈک سے — تنگ ہوں میں تمہاری ٹک ٹک سے
ٹرٹراتے ہو شور کرتے ہو — جو نہ کہنا ہو کہہ گذرتے ہو
غصہ کرتے ہو بات بات پہ تم — ایک میں ہوں کہ رہتی ہوں گم سم
ہر دم آپے سے اپنے باہر ہو — ہے یہ پاس ادب کہ شوہر ہو
بیوی ہوتی نہ میں تمہاری اگر — اور ہوتے نہ تم مرے شوہر
غصہ سہتی نہ ایک پل کو بھی — گھر میں رہتی نہ ایک پل کو بھی
کیا کروں بندھ گئی ہوں پلو سے — تم ہو باہر ہو میرے قابو سے
نام دل میں نہیں محبت کا — ایک دن بھی نہ پایا راحت کا
حد تو یہ ہے نہیں ہے یہ بھی خبر — کل سے کیا کیا گذر گئی مجھ پر
کیا طبیعت خراب ہے کل سے — یوں تو دل تھا اداس مشکل سے
کل سے لیکن بہت ہوں میں بیمار — چلنے پھرنے سے ہو گئی لاچار
چین پانی میں ہے نہ خشکی میں — اٹھ کے دل دل سے آئی ریتی میں
کچھ لگے تاکہ دھوپ کی گرمی — سہہ لی بے پردگی کی بے شرمی
آبی چادر اتار دی میں نے — آج ہمت ہی ہار دی میں نے
تم نے لیکن خبر نہ لی میری — اف ری لاچار زندگی میری
اف مرا ہم خیال کوئی نہیں — میرا پرسان حال کوئی نہیں

ڈاکٹر ہے کوئی، نہ کوئی حکیم　　ہے اگر کوئی تو، خدائے کریم

ہے دوا دارو مجھ سے کوسوں دور

ہے نہ جانے خدا کو کیا منظور؟

باتیں جب سُن چکا یہ سب مینڈک　　دل میں کہنے لگا کہ "ہاں بے شک"

یہ مری مینڈکی ہے بے چاری　　جس کو گھیرے ہوئے ہے بیماری

آج تک اس کی قدر میں نے نہ کی　　عمر بھر اس کو میں نے زحمت دی

اس کو آرام کچھ نہ میں نے دیا　　بلکہ دن رات ظلم میں نے کیا

ایسی بیوی کا کیا شوہر ہوں　　شک نہیں دشمنوں سے بدتر ہوں

بولا اس سے یہ ہو کے شرمندہ　　ہے شکایت ہر اک تمہاری بجا

اب میں ہر وقت کا سہارا ہوں　　تم ہو میری تو میں تمہارا ہوں

اے مری بیوی میری جل رانی　　ہے ندی کا وہ منتظر پانی

اپنی ندی پہ راج کرنا تم　　رہنا زندہ ابھی نہ مرنا تم

کیا طبیعت خراب ہے بتلاؤ　　گھر چلو چل کے ڈاکٹر بلواؤ

ہے مرا یار ڈاکٹر مینڈک　　وہ نہ دیکھے گا اب تمہیں جب تک

تم کو آرام ہو نہیں سکتا　　نیک انجام ہو نہیں سکتا

فیس جو دے گا اس کو دوں گا میں　　جو بھی دے گا دوائیں لوں گا میں

مینڈکی بی نے راج جب اپنا　　اتنی خوبی سے لوٹتا دیکھا

خوش ہوئیں دل میں اور چلیں گھر کو　　ساتھ مینڈک کے زندگی بھر کو

تھیں جو بیمار چل نہ سکتی تھیں　　گویا اک اک قدم سرکتی تھیں

بولیں شوہر سے کچھ سہارا دو　　ہاتھ پکڑو مرا اِدھر آؤ

ٹرٹرو خاں نے بڑھ کے پکڑا ہاتھ   چل پڑیں مینڈکی مٹکتی ساتھ
گھر ندی کے تھا اک کنارے پر   صحن پانی سے تھا ندی کے تر
پہنچیں بی مینڈکی جو گھر اپنے   صحن کو دیکھا گھر کے تر اپنے
بولیں میرا مزاج ٹھیک نہیں   صحن بھی گھر کا آج ٹھیک نہیں
خیر بستر مرا بچھا دیجئے   اور اس پر مجھے لٹا دیجئے
ڈاکٹر کو بلائیے جلدی   جائیے جلدی آئیے جلدی

اک مسہری پہ ہو گئیں وہ دراز   بڑھ گئے نخرے بڑھ گئے انداز
ٹرٹرو خاں لٹا کے ان کو گھر   چل پڑے گھر سے اپنے گھبرا کر
پہنچے سیدھے وہ ڈاکٹر کے پاس   غم بھری شکل سے اُداس اُداس
بولا مینڈک سے ڈاکٹر مینڈک   ٹرٹرر ٹرٹرر ٹرٹرک ٹک
یعنی کیا بات ہے سناؤ جلد   مجھ کو خدمت کوئی بتاؤ جلد

ٹرٹرو خاں نے ڈاکٹر سے کہا   نہیں اچھا مزاج بیگم کا
دیکھ لیجئے انہیں ذرا چل کر   بولا یہ ڈاکٹر، بہت بہتر
ہاتھ میں اپنا بیگ اس کے دیا   ہاتھ میں اپنے اپنا آلہ لیا
ایک تانگہ بلایا مینڈک نے   اس میں ان کو بٹھایا مینڈک نے
بیٹھے تانگہ میں چل پڑے دونوں   گھر پہ جلدی سے آ گئے دونوں
تھا بہت گھر کے صحن میں پانی   تھیں مسہری پہ ایک، جل رانی
دیکھا فوراً ہی ڈاکٹر نے انہیں   اور کہا اپنا تھوڑا موُنہہ کھولیں
موُنہہ میں رکھ لیں یہ تھرمامیٹر ہے   دیکھیں کس درجہ ٹمپریچر ہے

ایک سو چار ٹمپریچر تھا
ہے جو درجہ بخار کا اونچا

دیکھا پھر پسلیوں کو آلے سے
بولے کچھ سانس زور سے لیجئے

پشت پر پھر لگایا آلے کو
اور بولے کہ تھوڑا کھانسیے تو

بولے خود بھی بتائیے کچھ حال
کیا ہے تکلیف کہئے کچھ احوال

یہ کیا سن کے مینڈکی نے کلام
سب سے پہلے مجھے ہوا تھا زکام

بعد اس کے بخار آنے لگا
سانس گھٹ گھٹ کے آنے جانے لگا

ہے زکام اس قدر کہ عاجز ہوں
کچھ دوا دیجئے کہ کم چھینکوں

چھینکیں آتی ہیں اس قدر دن رات
کر نہیں سکتی کچھ کسی سے بات

بولے یہ ڈاکٹر، بہت اچھا
بھیجتا ہوں ابھی میں ایک دوا

اس کو پیجئے کرے گی وہ آرام
جائے گا اس سے ایک پل میں زکام

بولے مینڈک سے ڈاکٹر مینڈک
ٹرٹرو بھائی ان کو پرسوں تک

اتنا آرام ہو ہی جائے گا
سوئیں گی دل سکون پائے گا

آپ چلئے دوائیں لے لیجئے
وقت پر ہر خوراک دے دیجئے

جلد ہو جائے گا انہیں آرام
نزلہ بے حد ہے پک گیا ہے زکام

ہے اسی کے سبب بخار اتنا
دل نہ پھر کیوں ہو بے قرار اتنا

گر یہ نزلہ زکام جاتا ہے
ہر مرض کا ہی نام جاتا ہے

ہم کو ہوتا نہیں مرض کوئی
ہم کو دکھ سے نہیں غرض کوئی

اک مرض ہم کو عام ہوتا ہے
مینڈکوں کو زکام ہوتا ہے

مینڈکی ہیں انہیں تو ہوگا ضرور
مینڈکی کا زکام ہے مشہور

سردی سردی کو سن رکھو اک بات — گرم پانی میں یہ رہیں دن رات
ورنہ نقصان پھر یہ پائیں گی — جان سے اپنی ہاتھ اٹھائیں گی
کھائیں بالکل نہ کوئی ٹھنڈی چیز — جان اپنی اگر ہے ان کو عزیز
اچھا چلئے دوائیں لے لیجئے — آکے اک اک خوراک دے دیجئے
الغرض دونوں ساتھ ساتھ چلے — ڈاکٹر کی دوکان پر آئے
ڈاکٹر نے دوائیں دیں فوراً — بڑھ کے مینڈک نے ان سے لیں فوراً
لے کے سب شیشیاں چلے گھر کو — رکھا جا کر قدم جو اندر کو
دیکھا گھر میں بہت ہیں مینڈکیاں — کچھ ہیں بوڑھی تو ان میں کچھ ہیں جواں
آئی ہیں سب کی سب عیادت کو — سب ہیں موجود آج خدمت کو
بڑھ کے پوچھا مزاج مینڈک نے — دیکھا کچھ اختلاج مینڈک نے
لی دوا اک خوراک شیشی سے — دی دوا اک خوراک جلدی سے
لیٹے لیٹے ہی مینڈکی کو دوا — دے دی چمچے سے اور پھر پوچھا
بولو بیگم مزاج کیسا ہے ؟ — کچھ کہو اختلاج کیسا ہے

مینڈکی بولی اب ہے کچھ آرام
اب تو نزلہ بھی کم ہے کم ہے زکام

یکتا امروہوی

مزدور کا بیٹا

ایک مزدور کا چھوٹا بیٹا تن تنہا۔ نہ ماں نہ باپ پاس پھوٹی کوڑی تک نہیں۔ لیکن ہمت، محنت سچائی اور دیانت داری سے وہ لاکھوں روپے والا بن گیا

قیمت سات آنے

پاپ کی ناؤ

جیت گڑھ کا بادشاہ اتنا ظالم تھا کہ اس کے سامنے شیر تک کانپتے تھے۔ اور آخر ننھے ننھے خرگوشوں نے اسے اس ظلم کی سزا دی۔ قیمت پانچ آنے

انوکھی چھتری

ایک رحم دل پری منی کے لئے برکھا۔ بادل، ہوا اور سمندر کے پاس گئی اور ہاتھ جوڑے کہ آج بارش نہ ہو مگر بارش اور بڑھ گئی۔

لیکن پری کی عقل مندی سے ساری سہیلیاں دعوت میں آگئیں اور بارش بھی ہوتی رہی۔ یہ بھلا کیوں کر ہوا؟ قیمت چھ آنے

پپیا نے اڑنا سیکھا

ایک پری کی مدد سے وہ اڑی تھی مگر لمحہ بھر کے لئے کیوں؟ یہ پڑھ کر دیکھو۔ قیمت چھ آنے

نئی کہانیاں

چھوٹے چھوٹے بچوں کے لئے جو بیس نظموں میں لکھی ہوئی کہانیاں اتنی پیاری کہ زبان چلتے لگو گے کیوں نہ ہو نیر صاحب نے لکھیں ہیں۔ قیمت آٹھ آنے

مدرسے کے دن

"مدرسہ کے دن" بچوں کے لئے ایک ناول لکھا گیا ہے، جو بہت ہی میٹھا اور مزیدار ہے۔ اس میں ایسے اسکول کی کہانی ہے جس میں اسکول کی حکومت بچوں کے ہاتھ میں ہے۔ اس ناول سے اس لئے نہ ڈرو کہ یہ اسکول کے بارے میں ہے بلکہ تم جب پڑھو گے تو بہت پسند کرو گے۔

قیمت ایک روپیہ چار آنے

پڑھائی ختم

بدھو ایک ماسٹر صاحب کے ہاں نوکر تھا۔ اس شرط پر کہ وہ اسے لکھنا سکھا دیں۔ اس نے اپنی بے وقوفی سے ایسی ایسی حرکتیں کیں کہ سب کے سب ہنستے ہنستے پاگل ہو گئے۔ قیمت نو آنے

ہندوستان اور دوسرے ممالک کے لئے ——

کھلونا بک ڈپو۔ پھاٹک حبش خاں۔ دہلی

پاکستان میں اس پتہ سے منگایئے ——

جاوید انجینیر پوسٹ بکس ۱۴۴ بندر روڈ۔ کراچی

عام معلومات

آؤ تمہیں بتائیں....

ٹاور آف لندن کی کہانی

لندن میں دریائے ٹیمز کے کنارے بنے ہوئے ٹاور آف لندن کی عمارت کو یورپ کا سب سے پُرانا جیل اور قلعہ کہا جا سکتا ہے۔ اس عمارت کو بنے آٹھ سو سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے لیکن اس کے نیچے ایک دوسرے قلعہ کی بنیادیں موجود ہیں جس کو ایک ہزار سال پہلے رومنوں نے بنایا تھا

موجودہ ٹاور آف لندن کو فاتح ولیم نے ۱۰۷۸ء کے لگ بھگ بنوایا تھا۔ انگلستان کو فتح کر لینے کے بعد اُسے ایک مضبوط قلعہ کی ضرورت تھی تاکہ اس میں محفوظ زندگی بسر کر سکے چنانچہ اُس نے ۱۵ فٹ چوڑی دیواروں کی یہ عمارت تیار کی۔ اس وقت سے اب تک ٹاور میں کئی نئی عمارتوں کا اضافہ ہو چکا ہے۔

لیکن ٹاور آف لندن ہمیشہ بطور قلعہ استعمال نہیں ہوتا رہا۔ یہ ایک محل رہ چکا ہے۔ کسی وقت یہاں شاہی ٹکسال ہوا کرتی تھی اور کچھ عرصہ کے لئے اسے بطور شاہی گولہ بارود رکھنے کی جگہ کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ صدیوں سے یہ ٹاور چھوٹے ہتھیاروں کا گھر اور سپاہیوں کے ٹھہرنے کی جگہ چلا آرہا ہے۔

سیاحوں اور تماش بینوں میں اس کی مقبولیت عام ہے۔ پرانے زمانہ میں جب یہاں شاہی چڑیا گھر ہوتا تھا تو لوگ "بادشاہ کے شیر" دیکھنے آیا کرتے تھے۔ مگر آج کل دنیا ٹاور دیکھنے اس لئے آتی ہے کہ یہ ایک تاریخی مقام ہے اور یہاں شاہی جواہرات اور عجیب و غریب زرہ بکتر رکھے ہیں۔

زرہ بکتر اور ہتھیار اس عمارت میں رکھے ہیں جسے وائٹ ٹاور کے نام سے پکارا جاتا ہے یہی وہ قلعہ ہے جسے فاتح ولیم نے تیار کیا تھا۔ یہ

ایک مربع عمارت ہے جس کے کونوں پر برجیاں بنی ہوئی ہیں۔ اس ہتھیار گھر میں قدیم زمانہ سے لے کر آج تک کے لڑنے والے لوگوں کی تاریخ پر نظر ڈالی جا سکتی ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ لڑاکے لوگ زرہ بکتر پہنتے تھے اور کلہاڑے ہاتھ میں لے کر لڑتے تھے۔ پھر وہ زمانہ آیا جب بارود ایجاد ہوا اور اسے بیڈھنگی بندوقوں میں بھر کر چلایا جاتا تھا۔ ہتھیار دیکھ کر قدیم کاریگروں کے ہنر کی داد دینی پڑتی ہے اور عقل نہیں مانتی کہ وہ بھی اپنے معمولی اوزاروں کے ساتھ اس قدر اچھا کام کر سکتے تھے۔

آج کل دیکھنے کے قابل تو شاہی ہیرے جواہرات ہیں انہیں دیک فیلڈ ٹاور میں رکھا گیا ہے کیونکہ برطانیہ میں اس سے بڑھ کر محفوظ اور کوئی جگہ نہیں سمجھی جاتی۔ ایک گول چبوترے پر چمکدار لوہے کی سلاخوں سے محفوظ اور تیز روشنی میں دمکتے ہوئے شاہی تاج۔ بادشاہ کے ہاتھ میں رہنے والی لکڑی۔ حکومت کی تلواریں اور دوسرا شاہی سامان رکھا ہے جسے برطانیہ کے بادشاہوں اور ان کی بیگمات کی تاجپوشی کے وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں اس جیسی اور کوئی نمائش نہیں۔

سپاہی اب بھی ٹاور میں رہتے ہیں اور ٹاور میں رہنے والے پہاڑی کوّے بھی سیاحوں کی دلچسپی کا باعث ہیں۔ صدیوں سے یہ کوّے اسی جگہ منڈلاتے پھرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اگر انہیں اڑا دیا جائے یا مار ڈالا جائے تو انگلستان پر بڑی مصیبت آ جائے گی۔

والٹر ہولٹن

عجائب گھر کی دلچسپیاں

لندن کے چند عجائب گھروں میں اب اسکول کے بچوں کو یہ اجازت دے دی گئی ہے کہ وہ وہاں پڑی ہوئی بڑی قیمتی چیزوں کو چھو سکیں مطلب یہ ہے کہ عجائب گھر میں رکھی ہوئی چیزوں سے انہیں دلچسپی ہو جیسے ٹاٹن ہم کے ہڑوس کاسل میوزیم میں مصر کی زبان و تاریخ کے متعلق ایک سبق پڑھانے بچوں کو لایا گیا تو انہیں ۳ ہزار سال پرانے لٹو چلانے کی اجازت دی گئی۔ بچوں نے۔ کنگن۔ گلوبند انگوٹھیاں۔ تعویذ اور پرانے چہرے بھی پہن کر دیکھے۔

حامد نے لڈو کھائے

ایک دن ماں حامد کو سمجھا رہی تھیں کہ "بیٹا گھر میں جو چیز آتی ہے، وہ تمہیں لوگوں کا حصہ ہوتی ہے، ہم کچھ اپنے لئے تھوڑا ہی رکھتے ہیں تمہاری بہن شکیلہ ہے، جمیلہ ہے انہوں نے کبھی بے صبری ظاہر نہیں کی۔ میں نے چیز دے دی تو خوشی سے لے لی، ورنہ کبھی پوچھتی بھی نہیں مگر تم ہو، کہ گھر میں رکھی ہو یا آئی بس اسی کا خیال رہتا ہے اور تم جانو چٹورپن بھی کوئی اچھی عادت نہیں ہے کہ ہر وقت جانوروں کی طرح مونہہ مارتے ہی سے کام رہتا ہے۔ گھر میں آئے گئے لوگ دیکھیں گے، تو کیا کہیں گے یہی نا کہ تم ندیدے ہو" حامد نے جب یہ کھری کھری سنی تو بولے امی آپ تو یونہی خفا ہوتی ہیں۔ میں نے کب کوئی چیز اجازت کے بغیر لی ہے یہ شکیلہ اور جمیلہ یونہی میری شکایتیں کرتی رہتی ہیں۔ اور اگر کبھی کوئی چیز لے بھی لوں تو کسی کے ہاں سے تھوڑا ہی لیئے جاتا ہوں، جو جرم ہو۔ اپنے گھر میں بھی ایسی پابندی رہی تو یہ تو بڑی قید ہوئی۔

ماں نے سمجھایا "نہیں بیٹا یہ قید نہیں ہے۔ اچھی عادت ڈالنے کے لئے کچھ تکلیف بھی اُٹھانی پڑے تو اسے تکلیف نہ سمجھنا چاہئے۔ بے شک یہ اپنا گھر ہے لیکن اپنے ہی گھر میں ضرورت ہے، کہ بُری باتوں کی اصلاح کی جائے کیونکہ اگر آج کسی کو اپنے گھر میں ایسی آزادی ہوئی، تو کل کلاں کو وہ دوسروں کے ہاں بھی ایسی جرأت کر بیٹھے گا۔ آخر عادتیں یوں ہی بگڑا کرتی ہیں"

حامد نے غل مچایا "ذرا شکیلہ اور جمیلہ کو بھی تو سمجھائیے تاکہ ہر وقت شکایتیں نہ کیا کریں"

ماں نے کہا ہاں اگر مجھے کسی بات کے متعلق معلوم ہو، کہ محض شرارت کے طور پر کہی گئی ہے تو میں ان سے بھی اچھی طرح سمجھوں گی"

اور جمیلہ بیچ میں بول اٹھی "ابھی پرسوں ہی کی بات ہے کہ ...."

ماں نے اسے وہیں ٹوک دیا "دیکھو پھر وہی بات میں نے جو سمجھایا تو تمہارے دخل دینے کی کیا ضرورت ہے"

حامد نے یوں تو ٹالنے کے لئے کہہ دیا، کہ بات کچھ بھی نہیں زیادہ تر اس میں جھوٹی شکایتوں کو دخل ہے لیکن عادت کب چھپی رہ سکتی ہے۔ سو طرح چھپاؤ ظاہر ہو کے رہتی ہے۔

ایک دن ماں نے ننھے کے لئے کچھ مٹھائی منگا کے رکھی۔ حامد نے الماری میں پڑی ہوئی دیکھ لی سوچا یہ تو ننھے کے لئے ہے اس میں سے مجھے تو حصہ ملنے سے رہا۔ کسی طرح اڑا ہی جائے، تو کام بنے رات تھی اس وقت تو سو گیا لیکن صبح ابھی اچھی طرح روشنی بھی نہ پھیلی تھی کہ اس کی آنکھ کھل گئی چپکے سے اٹھا اور الماری میں سے مٹھائی کا ایک ٹکڑا اٹھا کے منہ میں ڈال لیا۔ منہ میں ڈالا ہی تھا، کہ یوں معلوم ہوا جیسے کوئی چیز گلے میں اٹک گئی ہے بہتیرا گلا صاف کرنے کی کوشش کی اور کھانس کھنکار کر اٹکی ہوئی چیز نکالنی چاہی، لیکن معلوم ہوتا تھا اس چیز نے بھید ظاہر کرنے کی ٹھان لی تھی۔ اب ایسی کھانسی شروع ہوئی کہ رو کے رکتی نہ تھی

اور ابکائی بھی آنے لگی اتنی دیر میں امی بھی جاگ گئی تھیں پوچھنے لگیں یہ کیا ہو گیا بیٹا کوئی چیز تو مونہہ میں نہیں ڈالی تھی کہنے لگا نہیں تو۔ شاید کوئی تنکا پھنس گیا ہے جو نکلتا نہیں آخر باہر جا کر انگلی گلے میں ڈال کر جو باہر نکالی، تو ایک پچکا ہوا موٹا سا مکوڑا اس کے ساتھ باہر آیا اب یہ بات اس کی سمجھ میں آئی کہ جب میں نے مٹھائی اٹھائی تھی تو ذرا اندھیرا سا تھا مٹھائی پر مکوڑے چڑھے ہوئے ہوں گے ایک جیتا جاگتا مونہہ میں چلا گیا اور جب اس نے سوچا، کہ یہ تو گلے ہی میں اٹک کے رہ گیا نہ جانے ایک آدھ مٹھائی کے ساتھ پیٹ میں بھی چلا گیا ہو گا، تو جی بہت ہی متلانے لگا

ماں نے جب مٹھائی ننھے کو دینے کے لئے اٹھائی تو معلوم ہوا کہ کچھ کم ہے جان لیا، کہ ہو نہ ہو

یہ اسی کم بخت حامد کی شرارت ہے اس وقت چپکی ہو رہی کہ شکیلہ جمیلہ کے ہاتھ بات آ جائے گی۔ ایک مرتبہ عجیب بات ہوئی۔ حامد کے بڑے بھیا کا بیاہ ہوا عام طور پر بیاہ کے موقعہ پر دولھا سے اس کی سالیاں کچھ ہنسی مذاق کیا کرتی ہیں۔ حامد کے بھائی کی سالیوں کو عجیب مذاق سوجھا انہوں نے آپس میں صلاح کر کے تھوڑی سی چکنی مٹی لے کر اُسے کھانڈ کے شیرہ میں ڈبو دیا اور تیل میں تل لیا۔ اس طرح تین چار لڈو سے بنا کر ایک پلیٹ میں رکھ دیئے۔ کہ دولھا آئیں گے تو اُنہیں کھلائے جائیں گے۔ دولھا میاں دیر تک گھر میں نہ آئے تو یہ سالیاں اِدھر اُدھر کسی کام میں مصروف ہو گئیں حامد جو باہر سے آیا تو اس کی نظر ان لڈوؤں پر پڑ گئی پاس کوئی نہ تھا مونہہ میں پانی بھر آیا بس آنکھ بچی اور مال یاروں کا۔ جلدی سے ایک لڈو اٹھا کے مونہہ میں ڈالا ہی تھا، کہ تھو تھو کرنا شروع کر دیا

اتنے میں شکیلہ سامنے سے آ گئی اس نے جو یہ حالت دیکھی تو یہ بھانپ گئی کہ کیا معاملہ ہے حامد نے بہتیرا چاہا۔ کہ بات ظاہر نہ ہو لیکن جب شکیلہ نے کھانڈ اور مٹی کے ذرّے ایک طرف بکھرے پڑے دیکھے، تو اُس نے جو سمجھا تھا وہ سچ ثابت ہوا اب تو گھر بھر میں خبر پھیل گئی، کہ دولھا میاں کا ایک لڈو حامد نے بھی چکھ لیا بلکہ لڈو اُٹھانے کا مزا بھی چکھ لیا۔ صرف دولھا میاں ہی چکھتے تو ایک مذاق کی بات ہوتی۔ لیکن حامد کے چکھنے سے اس کی عادت کی طرف بھی دھیان جانا تھا سو حامد کو اس واقعہ سے بہت شرمندگی ہوئی۔ سنا ہے کہ اس واقعہ کے بعد اس نے کان کو ہاتھ لگائے کہ آئندہ چوری چھپے کوئی چیز لینے کی کوشش نہیں کروں گا اور اب اس میں یہ عادت نہیں رہی۔

فضل الٰہی عارف

سنہری بال

ایک مچھلی پکڑ کر بیچنے والے غریب آدمی کے ہاں ایک لڑکی تھی، جس کے بال بادلوں سے زیادہ نرم اور سونے سے زیادہ چمکیلے تھے، لڑکی اپنے بالوں سے بنا ہوا جال بناتی اور باپ مچھلیاں پکڑا کرتا اور ایک دن ان ہی بالوں نے اسے بڑے ملک کا مالک بنا دیا

قیمت چار آنے

کھلونا بکڈپو پھاٹک حبش خاں دہلی

ایک خط ـــــ سب کے نام

یہ میرے لئے کوئی بات نہیں ـــــ ہر مہینہ استانی جی گھر والوں کے نام میرے خلاف ایک بڑا سا پرچہ لکھ دیا کرتی تھیں اور جب وہ پرچہ گھر والوں کو ملتا تو دو ایک روز تک مجھے اٹھتے بیٹھتے یہی کہا جاتا کہ سوئی تاگہ سنبھالو اور کاڑھنے بیٹھو، میں نے لاکھ کوشش کی لیکن مجھ سے ایک بھی پھول ڈھنگ کا نہیں بنتا تھا

اسکول میں ہر مہینے کشیدہ کاری کا امتحان ہوتا ہے میں ہر مہینے اس میں بُری طرح فیل ہوتی ہوں اُستانی جی بھی بس ہر مہینہ کی شکایت لکھ کر بھیجتی ہیں۔ اسکول بھر میں ساری لڑکیاں میرا مذاق اُڑاتی تھیں۔ میں ان کا کچھ بھی نہ کر سکی۔ لیکن جب پچھلے دنوں میں نے کشیدہ کاری کے امتحان میں پہلا انعام حاصل کیا تو ساری لڑکیاں ہی نہیں بلکہ اُستانیاں بھی حیران رہ گئیں ـــــ بات یہ تھی کہ میں نے کتاب "رشیدہ کی کشیدہ کاری" کی مدد سے کراس اسٹیچ، کٹ ورک، موتیوں کا کام، بیلیں، بوٹیاں مونوگرام، سینریاں، ڈیزائن، میز پوش کے لئے پھول، پیٹی کوٹ کے باڈر، ساڑھی اور شلواروں کے لئے بیلیں بنانا سیکھ لی تھیں۔ کیوں کہ اس کتاب میں سارے کام کرنے کے طریقے تصویروں کے ساتھ بنے ہوئے ہیں، میرے علاوہ جن بہنوں کو نہ آتا ہو وہ سیکھ سکیں

آپ آج ہی کھلونا بک ڈپو پھاٹک حبش خاں دہلی (پاکستانی بہنیں جاوید ایجنسیز پوسٹ بکس نمبر ۴۸۱ بندر روڈ کراچی) کو خط لکھیں یہ کتاب منگالیں۔ اس کی قیمت تین روپے ہے۔

آپ کی بہن

شیریں بانو

جماعت نہم۔ اسلامیہ گرلز سکول

کراچی

منصور سعید دہلی کے شکریہ کے ساتھ
"یہ کھیر کی پلیٹ کس نے صاف کی"
کھیر تو میں نے صاف کی تھی
پلیٹ معلوم نہیں کس نے صاف کی

بچوں کے ریڈیو سٹیشن کی خبریں

ہم بچوں کے ریڈیو اسٹیشن سے بول رہے ہیں۔ ابھی آپ بھلانے باز خاں کی تقریر سُن رہے تھے۔ اب آپ ہمارے دیس کی خبریں سنئے۔

یہ بالک نگر ہے اب آپ اپنا کھیل ذرا دیر کے لئے بند کیجئے اور کھلنڈرے سے خبریں سُنئے، یہ خبریں جھنجھنی نگر، اتوار پور اور لٹو پور سے ایک ساتھ سُنائی جا رہی ہیں۔

آج بالک نگر کی راج دھانی میں بچوں کی فوج کی دو پلٹنوں نے ایک دوسرے پر غلیلوں سے حملہ کردیا۔ اس لڑائی میں چار بچوں کی ٹانگیں زخمی ہوگئیں۔

لڑائی کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ بچوں کی فوج کی پلٹن نمبر ایک ایک بڑے میدان میں اپنے اپنے لٹو گھما رہی تھیں۔ پلٹن نمبر ۲ جو الگ کھڑی تھی (اور جس کے پاس لٹو نہیں تھے) پلٹن نمبر ۱ کے بچوں سے کہنے لگی کہ تم لوگوں کے لٹو تیز نہیں گھوم رہے، اس پر پلٹن نمبر ایک کو غصہ آگیا۔ تو تو میں میں کے بعد نوبت لڑائی تک آگئی اور دونوں پلٹنوں نے ایک دوسرے پر غلیلوں سے حملہ کردیا۔

لڑائی بہت خوف ناک ہوجاتی لیکن خوش قسمتی سے ایک مداری ادھر آنکلا۔ اس کی ڈگڈگی کی آواز سنتے ہی دونوں پلٹنیں غلیلیں پھینک کر تماشہ دیکھنے بھاگ گئیں اور اس طرح لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔

بالک نگر کی اسمبلی نے ایک نیا قانون منظور کیا ہے۔ اس قانون کے مطابق بچوں کی کوئی کتاب سو سے زیادہ صفحوں کی نہ ہوگی۔ ان سو صفحوں میں ننانوے صفحوں پر رنگین تصویریں ہوں گی اور سبق صرف ایک صفحے پر ہوگا۔

بچوں کی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ کوئی لڑکا بغیر لائسنس کے لٹو نہیں گھما سکے گا۔ لٹوؤں پر لائسنس لگانے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ بالک نگر کی فوج کے لئے لٹوؤں کی بے حد ضرورت ہے۔ ہر روز لٹوؤں کی بے شمار لاریاں سرحد کو جاتی ہیں۔ جو بچے لٹو خریدنا چاہیں وہ غصّے خاں کی عدالت میں آٹھ دن پہلے درخواست دیں۔

بالک نگر کے وائسرائے ہز ایکسی لینسی کھیل داس نے اپنی رعایا سے تیس لاکھ روپیہ چندہ دینے کی اپیل کی ہے۔ اس روپے سے اسمبلی ہال کی طرف آنے والی تمام سڑکوں پر کھلونوں کی دکانیں کھولی جائیں گی۔

بہانہ نگر کے ایک ننھے سپاہی کو بچوں کی عدالت کی طرف سے ۶ آنے ۶ پائی جرمانہ کی سزا ہوئی ہے۔ یہ سپاہی بچوں کے قید خانے کے دروازے پر پہرہ دے رہا تھا کہ ایک کٹا ہوا پتنگ اُدھر آنکلا۔ سپاہی پتنگ لوٹنے کے لئے دوڑ کر جیل خانے کے احاطے سے باہر چلا گیا اور تمام قیدی بچے بھاگ گئے۔

کل اتوار پور میں بچوں کا ایک بہت بھاری جلسہ ہوا۔ اس جلسہ میں فیصلہ کیا گیا کہ حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ صوبے میں کونین کا آنا بند کر دے اور اگر کوئی بچہ صوبے میں کونین لاتا ہوا پکڑا جائے تو وہ کونین اسی کو کھلائی جائے

کل اودھم پور کے چند بچوں نے دس ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کی دوکانوں کو لوٹ لیا۔ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ کچھ بچے ہاتھوں میں غلیلیں لے کر آئے اور ننھے منے ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کی دوکانوں میں زبردستی گھس کر تمام میٹھی میٹھی دوائیں کھا گئے۔ بچوں کی پولیس ان بچوں کو پکڑنے کی کوشش کر رہی ہے۔

سنا ہے کہ مجرم بچوں نے اپنے گھروں کے دروازے پر زور زور سے بھونکنے والے کتے باندھ دئے ہیں جس کی وجہ سے پولیس انہیں پکڑ نہیں سکتی۔ سنا ہے کہ اگر وہ بچے پکڑے گئے تو عدالت انہیں کڑوی دوائیں کھانے کی سزا دے گی۔

اودھم پور کے ننھے وکیلوں نے چیف جسٹس کی عدالت میں ایک سب جج کے خلاف مقدمہ کھڑا کر دیا ہے۔ سب جج پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اس نے بار بار عدالت میں بیان بدلے ایک مرتبہ تو کہا کہ بیس اور پانچ پچیس ہوئے ہیں اور دوسری

مرتبہ کہا گیا پندرہ اور دس پچیس ہوتے ہیں۔ یہ مقدمہ لڑنے کے لئے چھٹی نگر کے دو وکیل بچوں کو بڑی بھاری رقمیں دے کر اودھم پور بلایا گیا ہے۔

کل شورپور کے مشہور سیٹھ ننھے خاں طالب علم جماعت دوم کے یہاں زبردست ڈاکہ پڑا۔ ڈاکوؤں نے رات گئے دس بجے سیٹھ صاحب کے مکان پر حملہ کر دیا۔ بھاری پٹاخے چلا کر سیٹھ صاحب کو ڈرا دیا۔ جب سیٹھ صاحب ڈر کر ایک صندوق میں گھس گئے تو ننھے ڈاکوؤں نے سیٹھ صاحب کے گھر کے تمام صندوق جو کھلونوں سے بھرے ہوئے تھے لے کر بھاگ گئے۔ پولیس نے اعلان کیا ہے جو بچہ مجرموں کو پکڑنے میں مدد دے گا۔ اسے حکومت ایک سال کے لئے پہاڑے یاد کرنا معاف کر دے گی۔

سامنے سے ایک کٹی ہوئی پتنگ آرہی ہے اس لئے خبریں ختم ہوئیں اب اجازت دیجئے جے بالک نگر۔

راجہ مہدی علی خاں

جادو کے کھیل

جادو کے زور سے کنوئیں سے پانی کی بجائے دودھ نکالنا۔ موہنہ میں آگ، جاگتے ہوئے آدمی کو فوراً سلانا بہت آسان ہے ایسے کھیل "جادو کے کھیل" نامی کتاب میں تمہیں ملیں گے جنہیں تم بہت آسانی سے کر سکتے ہو۔

قیمت ساڑھے چار آنے

بے وقوف بادشاہ

ایک بے وقوف بادشاہ نے اپنے وزیر سے ناراض ہو کر اسے مار ڈالنے کی ترکیبیں کیں — مگر وزیر ہر بار منو کی عقل مندی کی وجہ سے بچ گیا۔ پھر کیا ہوا یہ سعید الدین پراچہ کی کتاب "بے وقوف بادشاہ" میں پڑھ لو۔ قیمت صرف چار آنے

چندا ماموں

ایک دفعہ چندا ماموں ہماری تمہاری دنیا میں اتر آئے تھے — پھر یہاں آکر بے چاروں کو روٹی کمانے کے لئے جوتے بنا بنا کر خرچ چلانا پڑا۔ مگر وہ جوتے بڑے مہنگے بکتے تھے۔ انہیں کون خریدتا تھا۔

قیمت صرف چار آنے

ہندستان اور دوسرے ممالک کے لئے —
کھلونا بک ڈپو۔ پھاٹک حبش خاں۔ دہلی

پاکستان میں اس پتے سے منگایئے —
جاوید انجینیر پوسٹ بکس ۴۸۱ بندر روڈ۔ کراچی

گدگدیاں

ایک صاحب نے اپنے کنجوس دوست

سے کہا

" بھئی تم ہمیشہ دوسروں سے تاریخ پوچھتے

ہو آخر ایک کلینڈر کیوں نہیں خرید لیتے ؟ "

اُن صاحب نے کہا

" ایسی بیوقوفیاں مجھ سے نہیں ہوں گی،

اگر میں سال ختم ہونے سے پہلے ہی مر جاؤں

تو کلینڈر بے کار ہو جائے گا "

آپ تو آج یہ مشورہ دے کر الگ ہو گئے

مگر اس وقت نظر نہیں آئیں گے جب میرا نقصان

ہو گا "

طاہرہ جبیں دہلی

حمیدہ ۔ نہ جانے میرا دماغ کیسا ہے کہ ہر بات

بھول جاتی ہوں

رشیدہ ۔ نوٹ بک میں لکھ لیا کرو

حمیدہ ۔ میں نوٹ بک میں لکھنا بھی بھول جاتی

ہوں

رضیہ سلطانہ حمیدی

ماں ۔ (شریر لڑکی سے) چونکہ تم نے آج شرارت

نہیں کی اس لئے تم مجھ سے کچھ مانگ

سکتی ہو

لڑکی ۔ میں کل شرارت کرنے کی اجازت مانگتی

ہوں ۔

اشرف پرویز

(دو بہرے ایک ریل کے ڈبے میں سفر کر

رہے تھے)

پہلا بہرا ۔ یہ کونسا اسٹیشن ہے

دوسرا ۔ ہاں آج جمعرات ہے

پہلا۔ بس مجھے یہیں اترنا ہے۔

——— احمد حسن لاہور

بچہ۔ ابا جان! آپ یہ کیا کر رہے ہیں ؟
باپ۔ کچھ نہیں۔ رسی کی گرہ کھول رہا ہوں۔
بچہ۔ کیا اس کے لئے کوئی کنجی نہیں، جو آپ ہاتھ سے کھول رہے ہیں ؟

——— "جہاں آرا" حیا گھاٹ بلاسپور

باپ (بیٹے سے) تم کو جھوٹ بولنے کی بہت بُری عادت ہے۔
بیٹا۔ ابا جان بڑا ہو کر مجھے وکیل بننا ہے اس لئے ابھی سے جھوٹ بولنے کی پریکٹس کر رہا ہوں

——— زیبا سورتی۔ رنگوں

"قوانین کسے کہتے ہیں ——— ؟"
"کونین کی جمع ہے ———"

——— رام پرکاش چوہان پونہ

استاد۔ (شمیم سے) ہندوستان میں چاول کہاں پیدا ہوتا ہے۔؟
شمیم۔ کھیت میں

——— طلعت مظفر پوری

بیٹا۔ ابا جان! دھوبی بہت جھوٹا ہے
باپ۔ آخر کیوں ؟
بیٹا۔ اس نے کہا تھا کہ میں صابون سے کپڑے دھوتا ہوں، لیکن آج وہ انہیں پانی سے دھو رہا تھا۔

باپ ماسٹر جی نے کہا ہے تم تاریخ نہیں یاد کرتے
بیٹا۔ ابا جان! آپ ہی نے تو گذری ہوئی باتوں کو یاد کرنے سے منع کیا تھا۔

——— محمد احسان اللہ (دربھنگوی)

استاد۔ نفی کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ زیادہ سے کم کو نکالا جائے۔ مثلاً دو آدمیوں سے چھ آدمی نہیں نکال سکتے
شاگرد۔ پھر جناب ہمارا نوکر دو بھینسوں سے چھ سیر دودھ کیوں نکال لیتا ہے

——— زبیدہ خاتون رشیدی کامٹی

استاد۔ بغیر اجازت تم کل بستہ لے کر مدرسہ سے کس طرح گئے حامد ؟
حامد۔ (چپکے سے بستہ لے کر باہر کی طرف دوڑتے ہوئے) "ایسے ہی حضور"

——— خیر النساء سلمیٰ۔ چن پٹن

ماں (بیٹی) میں نے سنا ہے تم ہر ایک کو کم بخت کہتی ہو
بیٹی۔ جی نہیں، یہ کس کم بخت نے آپ سے کہہ دیا۔

——— عبدالرشید جودھپور

قلمی دوستی

یش پال۔ (بورڈنگ نمبر ۱، سکنڈری سکول، جامعہ نگر۔ دہلی) کو ہر قسم کی تصویریں جمع کرنے کا شوق ہے اور بہن بھائیوں سے قلمی دوستی کرنا چاہتے ہیں۔

فہیدہ بیگم۔ (معرفت ادیب قربان نقش بندی ایم۔ ٹی۔ آر آرڈیننس فیکٹری، راولپنڈی) دسویں جماعت میں پڑھتی ہیں۔ ٹکٹ جمع کرنے کا شوق ہے۔ بھائی بہنوں سے خط لکھنے کی درخواست کرتی ہیں۔

محمد رضا (معرفت محمد بدرالدین، سینما چوک دربھنگہ، بہار) پڑھنا، لکھنا، ہنسنا رونا، کھیلنا، کودنا اور دوستوں کے خطوں کا انتظار کرنا محبوب مشاغل ہیں۔ بہن بھائی خط لکھیں اور جواب لیں۔

اپار سنگھ۔ (پوسٹ بکس نمبر ۱۰۹۸۔ نیروبی۔ افریقہ) سب ہندوستانی اور پاکستانی بھائیوں کو خط لکھنے کی دعوت دیتے ہیں، جواب جلد دیا کرتے ہیں۔

شمسہ جلیل۔ (معرفت ایم اے جلیل صاحب سب انسپکٹر آف پولیس۔ تھانہ عدل پاٹ۔ ضلع مرزاپور یو۔ پی) کو قلمی دوستی کرنے کا بہت شوق ہے اور جواب جلد دینے کا وعدہ کرتی ہیں۔

محمد مجید خاں شوق (۵۵۵، چکی کمپاؤنڈ، رتن تلاؤ کراچی) بہن بھائی خط لکھیں، شوق کو کن چیزوں سے شوق ہے یہ آپ کو فوراً معلوم ہو جائے گا۔

عالیہ ظفر (کامرس سیکشن، ہولکر کالج، اندور (مدھیہ بھارت) کشیدہ کاری اور ادبی رسالے پڑھنے کا شوق ہے اور صرف بہنوں سے قلمی دوستی چاہتی ہیں۔

اوم پرکاش (احاطہ بہاری لال فیروزپور چھاؤنی) ٹکٹ جمع کرتے ہیں، تبادلہ کرنے پر تیار ہیں۔ بہن بھائی قلمی دوستی کے لئے خط لکھیں۔

عاسیہ بیگم (معرفت ڈان نائٹ کالج ۱۳۰۸ ایبسن بازار۔ پرانی انارکلی۔ لاہور) بہنوں بھائیوں سے قلمی دوستی کرنا چاہتی ہیں اور وعدہ کرتی ہیں کہ جو بھائی یا بہن یہ ثابت کرے گا کہ جواب نہیں دیتیں ان کو تمام عمر کے لئے رسالہ کھلونا کا خریدار بنا دیں گی۔

شبیر حسین (معرفت سراج الدین ٹیلر ماسٹر بیری والا چوک گوجرانوالہ۔ پاکستان) ٹکٹ جمع کرتے ہیں اور تبادلہ بھی کرتے ہیں۔

سید سلیم احمد (جماعت ہشتم) معرفت سید عزیز احمد صاحب

پوسٹ ماسٹر محلہ تارین گاڑی پورہ ۔ شاہ جہاں پور (یو۔پی) ٹکٹ اور فوٹو جمع کرتے ہیں جواب جلد دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔

ذاکرہ خاتون (معرفت پادری آئی۔یو۔ڈنیل۔ منڈی رانی وند کو بیڈمنٹن کھیلنے اور ٹکٹ جمع کرنے کا شوق ہے۔ بہن بھائیوں سے قلمی دوستی کرنا چاہتی ہیں۔

کے۔ایل۔ تلوار (۱۶/۱۷، جوشی روڈ۔ دہلی نمبر ۵) لطیفے افسانے اور ناول پڑھنے کا شوق ہے۔ بہن بھائی خط لکھیں۔

ایم اے۔ شاد (جماعت نہم چشتیہ ہائی سکول۔ کرشن نگر لاہور) کھلونا پڑھنے والے ہر بھائی بہن سے قلمی دوستی کرنا چاہتے ہیں

نجم الدین (دادو محلہ سیونی ضلع چھندواڑہ) فوٹو جمع کرنے اور ٹینس کھیلنے کا شوق ہے۔ بھائیوں اور بہنوں سے قلمی دوستی کرنا چاہتے ہیں۔

ایس۔ کے۔ ریحانہ (۱۷، جی، ڈینیشیا لائن۔ کراچی) کو ٹکٹ اور مشہور عمارتوں کے فوٹو جمع کرنے اور مضمون لکھنے کا شوق ہے تبادلہ بھی کرلیتی ہیں۔ قلمی دوستی کے لئے زیادہ بہنیں ہی لکھیں لیکن اگر بھائی خط لکھیں گے تو ان کو بھی یہ جواب سے محروم نہ رکھیں گی۔

نریندر موہن کپور (کپور کوٹھی، کٹرہ صاحب سنگھ۔ پٹیالہ) بھائی اور بہنوں سے قلمی دوستی کرنا چاہتے ہیں۔

ذیشان عالم۔ (معرفت سلطان احمد صاحب۔ منصور پور شوگر فیکٹری ضلع مظفر نگر) یہ اپنے خاندان میں سب سے زیادہ شریر ہیں اگر کوئی بھائی بہن "شرارتیں" سیکھنا چاہیں تو ان کو خط لکھیں۔ ایک مہینہ میں مکمل "شریر" بنا دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔

احمد بشیر (معرفت دربار سوپ ورکس۔ اسلم روڈ۔ رنچھوا لائن کراچی) کو قلمی دوستی کا بہت شوق ہے۔

محمد ایوب (معرفت حاجی حافظ محمد اسحاق صاحب رنگ روغن والے۔ دوکان نمبر ۶۴۔ صدر بازار۔ میرٹھ کینٹ) ہندوستانی اور پاکستانی بھائی بہنوں سے قلمی دوستی کرنا چاہتے ہیں۔

روشن لال لانبہ (معرفت بیلی رام لانبہ صاحب گلی میسر محمد حسین مکان نمبر ۳ ۶۹ کھجور روڈ قرول باغ۔ نئی دہلی) ان کی عمر ۱۴ سال ہے اور ہم عمر بھائی بہنوں سے قلمی دوستی کرنا چاہتے ہیں۔

کے۔ ایس۔ ٹھاکر (۶۴۲-۲ لال پرشاد لین، شاہ علی بنڈہ حیدر آباد۔ دکن) کیرم اور بیڈمنٹن کھیلنے، تیرنے ٹکٹ جمع کرنے اور کتابیں پڑھنے کا شوق ہے۔ ہندو پاکستان اور دوسرے ممالک کے بھائی بہنوں سے قلمی دوستی کرنا چاہتے ہیں۔

اجمل الرحمٰن (معرفت احسان الرحمٰن صاحب تمباکو مرچنٹ۔ بازار لوہانی سرائے سہارن پور) بھائی اور بہنوں سے قلمی دوستی کرنا چاہتے ہیں

حلوے کی تعریف

اک جگہ حلوے کا آیا ذکر جب
ایک احمق نے کہا لوگوں سے تب

واہ کیا کہنا ہے حلوے کا جناب
اس کے کھانے میں ہے لذت بے حساب

ایسی عمدہ چیز دنیا میں کہیں
آج تک ہم نے کبھی دیکھی نہیں

پھوٹتا ہے اس کا مزہ خوشتر بہت
ہے شکر قندی سے بھی بہتر بہت

سن کے اس کا یہ بیاں حیرت فزا
شیخی خورِ احمق سے کوئی پوچھ اٹھا

آپ نے کھایا بھی ہے حلوہ جناب
سنتے ہی اس نے دیا فوراً جواب

ہم نے تو حلوہ نہیں کھایا کبھی
حلوے کی تعریف ہے ماں سے سنی

سیفی سیوہاروی

انعامی کارٹون نمبر ۳۵

دیکھو تو، سامنے کے صفحے پر ایک بالکل نئی قسم کا کارٹون بنا ہوا ہے — مگر یہ کیا؟ اس میں کچھ بات چیت تو دکھائی نہیں کہ یہ شخص سائیکل پر بھاگتے ہوئے کیا کہہ رہا ہے۔

"ہاں بھئی یہ انعامی کارٹون ہے اس میں بات چیت تم کو بھرنی ہوگی اور اس پر انعام بھی ملے گا! ذرا تھوڑی دیر سوچو کہ تمہارے خیال میں کیا بات چیت دی جانی چاہئے۔ سوچنے کے بعد ایک پوسٹ کارڈ یا کاغذ پر لکھو اور دفتر رسالہ "کھلونا" پھاٹک حبش خاں دہلی کو بھیج دو۔

۲۰ر فروری تک ملنے والے جوابوں میں جو جواب سب سے زیادہ مزاحیہ اور دل چسپ ہوگا، اس کے بھیجنے والے کو مزے دار کہانیوں کی چار دل چسپ کتابیں انعام میں دی جائیں گی۔

جس کارڈ یا کاغذ پر انعامی کارٹون کا جواب لکھو۔ اس پر اپنے پتہ کے علاوہ کوئی اور بات نہ لکھنا

انعامی کارٹون نمبر ۳۴ کا نتیجہ

جنوری کے "کھلونا" میں انعامی کارٹون چھپا تھا کہ بچوں کے جلوس میں چند بچے نعرے لگا رہے ہیں، اس کا سب سے اچھا جواب۔ ایچ۔ ٹی ربطیف (دی ایم۔ اے۔ ایس۔ ایل۔ ای سکول مغل واڑہ۔ بڑودہ) نے بھیجا تھا۔

لڑکے یہ نعرہ لگا رہے ہیں "بڑھے چلو، بڑھے چلو دوستوں، کوریا میں گولیاں مفت ملتی ہیں"

(کوریا ایک ملک کا نام ہے جہاں آج کل لڑائی ہو رہی ہے)

اس کے علاوہ ہمیں کسی دوست کا بھیجا ہوا یہ جواب بھی بہت پسند آیا (ہمیں افسوس ہے ان کا نام پتہ ہمارے پاس سے کھو گیا)

"ہمارا مطالبہ: ہم سال میں ۳۶۰ دن کی چھٹیاں لے کر رہیں گے"

انعامی کارٹون

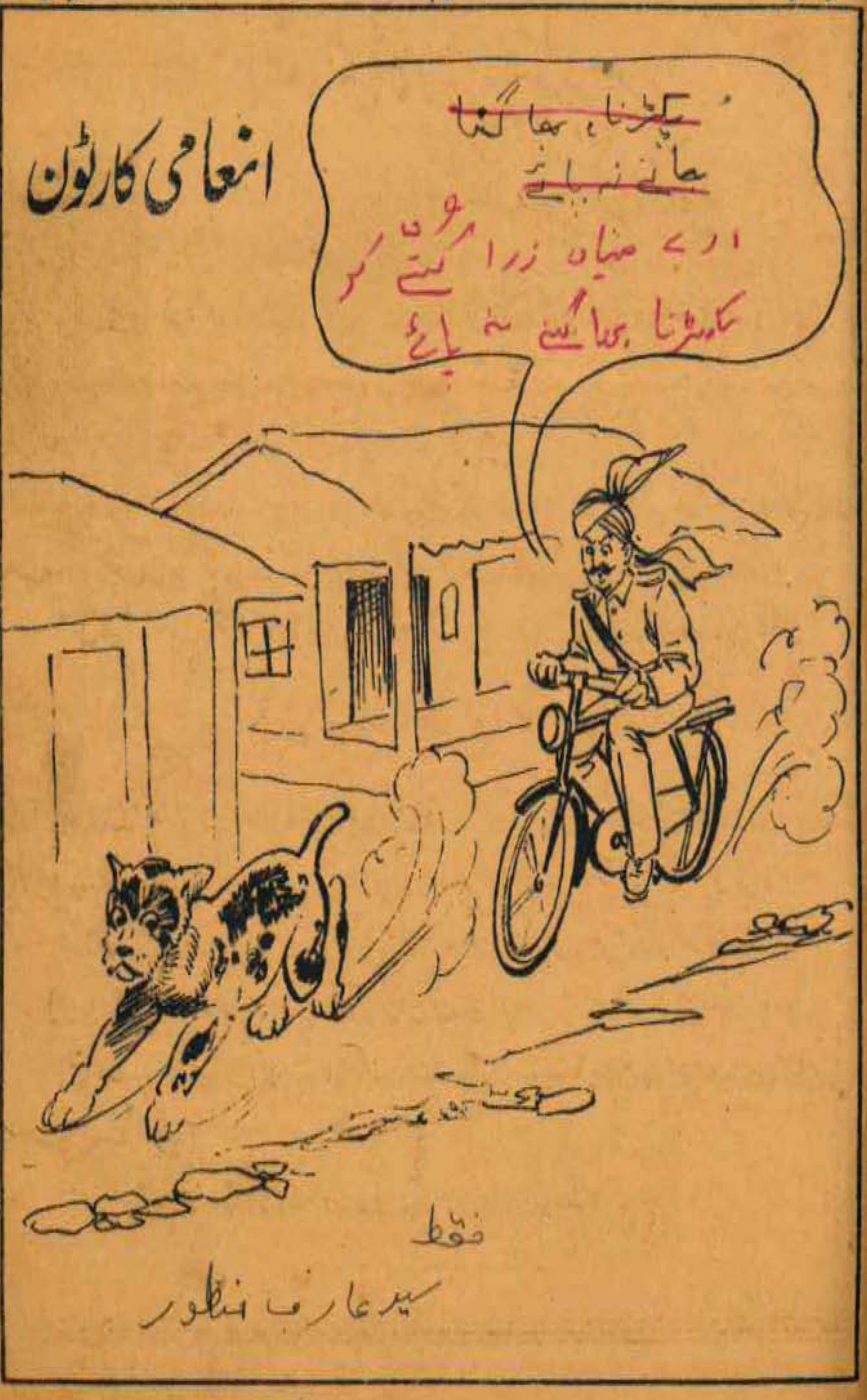

چھوٹی آپا کی گڑیا

آئیں چھوٹی آپا آئیں — اپنی سہیلی کو بھی لائیں
خوش ہیں آج بہت بی آپا — دلہن بنی ہے ان کی گڑیا
جھم جھم کرتے کپڑے پہنے — پہنے ننھے منتے گہنے
ان کی سہیلی کا ہے گڈا — وہ بھی آج بنا ہے دولھا
آہاہا! گڑیا کی ہے شادی — ٹھاٹ سے میں اب بنوں گا ناشی
دولھا کا پھر بنوں گا گھوڑا — دوڑوں گا میں کھا کر کوڑا
کروں گا سب آپا کی خاطر — میری پیاری بہن ہیں آخر
گر جو مجھ سے لڑیں گی آپا — کروں گا پھر تو ایک تماشا
گڑیا کی چوٹی کو پکڑ کر — دوں گا خوب ہوا میں چکر
دوڑیں گی پھر بی آپا — کہیں گی مجھ سے میرا بھیا
دیکھ مٹھائی تجھ کو دوں گی — اب تو کبھی تجھ سے نہ لڑوں گی
بھیا میری گڑیا دے دے — جو چاہے پھر مجھ سے لے لے

یہ سُن کر میں خوب ہنسوں گا
گڑیا پھر آپا کو دوں گا

سیدہ فرحت

بتاؤ تو بھلا.... نمبر ۲۳ کا حل

بتاؤ تو بھلا.... نمبر ۲۳ میں جو جنوری کے 'کھلونا' میں چھپا، بہنوں اور دوستوں نے بڑی دل چسپی لی نمبر ۲۳ بہت آسان تھا اس کے باوجود بھی بہت سارے دوستوں نے تصویر اچھی طرح نہیں پہچانی اور جواب غلط لکھا

بتاؤ تو بھلا.... نمبر ۲۳ میں تیسری تصویر کے کالر میں چند لائنیں پڑی ہوئی تھیں اس لئے وہ باقی دوسری سب تصویروں سے الگ ہے۔ اس بار ایک بہن اور ایک بھائی کو چار چار کتابیں انعام میں دی جارہی ہیں۔ ساڑھے سات ہزار صحیح حلوں میں سے تین بار ہاتھ ڈال کر کچھ خط نکالے گئے ان کے نام نیچے درج ہیں۔

انعام انہوں نے حاصل کیا ہے۔

۱۔ عابدہ بیگم معرفت قمرالدین صاحب پیشکار، محلہ کسرول، تکیہ بدھا شاہ، مرادآباد۔

۲۔ مرزا احمد بیگ معرفت سپر ٹیکسٹائلز، ۱۸۶۔ مین اسٹریٹ، کولمبو (سیلون)

چند خوش قسمت

طلعت آرا۔ جمشید پور۔ سریندر موہن۔ دہلی، شاہ محی الدین۔ لاہور، عبدالقدیر شاد۔ مردان۔ نریندر سنگھ ساہنی۔ دہرہ دون قمر پروین لاہور۔ سمیع اللہ خاں، سکندر آباد دکن، نکہت دہلی۔ عبدالطیف الہ آباد۔ زبیر طیب بمبئی، سوشیل کمار، فیروز پور قدسیہ خاتون کراچی، قدسیہ سلطان بیگم بھوپال۔ محمد حنیف کراچی، جیکب فرانس دہلی۔ سید محمد احمد لکھنؤ۔ ریاض حسین سارن، محبوب حسن زیدی، بشیرالدین سرگودھا، ثروت حسین حیدرآباد دکن۔ رمیش شنکر پٹنہ، شمیمہ خاتون دربھنگہ، حمیدہ بی اچلپور، محمد دین کراچی منظور حیدرآباد دکن، بسم اللہ بی اچل پور، عبداللطیف منٹگمری، کرشن لعل، مظفر نگر، مصطفےٰ علی بیگ کراچی، عبداللہ شمیم کراچی سید محمد حسن کرظمی۔ دہلی، سلیمان بیگ کراچی، آفتاب احمد راولپنڈی، رام سروپ دہلی۔ رفعت ادیبہ راولپنڈی، شبیر بہادر قریشی بنوں، عبدالوہاب کراچی، محمد حامد خاں لاہور، عبدالعزیز رام پور، عباس علی کراچی، محمد اسلم۔ لاہور، محمد عثمان۔ کان پور۔ ایچ فارغ۔ گزنا۔ عبدالکریم فاروقی حیدرآباد دکن، سہیل فاطمہ صدیقی، بھوپال، تمہیدالاسلام راولپنڈی، عبدالرفیع کراچی، مسعود حسن راولپنڈی، محبوب عالم قریشی۔ لاہور، انجمن آرا، راولپنڈی، ع۔ م۔ انصاری رامپور، حسن میاں محمد نامنڈیل اچلپور

مظفر اقبال، رام پور، رضیہ بیگم اچل پور، صابرہ بیگم بھیرٹری، سدھیر چند دہلی کینٹ، ایس امان اللہ کلکتہ، خادم محمد یامین مراد آباد
محمد اقبال کراچی، حمید بیگ کراچی، چنی بیگم سہارن پور، خالد ظفر لاہور، عبد القادر احمد آباد، شہاب الدین داناپوری، عزیز الرحمٰن
بمبئی، اختر حسین برائے بریلی، عالیہ بیگم رانچی، اسلام اللہ بیگ حیدر آباد سندھ، حشمت اللہ لاہور، ضیاء الرحمٰن ضیا دربھنگہ، ترلوچن سنگھ
لدھیانہ، کماری نرملا دہلی، محمد سلیم پٹنہ، فخر الدین مونگیر، بشیلا پربھاکر بنارس، رؤف مرزا بیکانیر، عبد العزیز اختر راول پنڈی،
محمد اکرام سہارن پور، شرافت حسین فتحپور، غلام مصطفےٰ جبلپور، عبد الباری دہرہ دون، بنسی لال سرور نگر، کلیم اللہ آبو روڈ،
فخر الدین رتلام، بدر الزماں شمسی بمبئی۔ اصغر علی کلکتہ، محمد انیس کلکتہ۔ عبد الرشید الٰہ آباد، فرید علی گڑھ، زہرہ جبیں علی گڑھ، نور علی
پشاور، شبیر حسین بمبئی، دبیر احمد ناسک، ایم ایم انصاری اکولہ، حسرت مطلوب حیدر آباد سندھ، احمد خاں برہان پور، ایم ظہیر کامٹی
خورشید جہاں بھوپال۔ ارشاد الٰہی قمر سکھر، عبد القدوس بھاگلپور، خالدہ بالسی۔ ایم رحمان کیمبل پور، آشیا، حیدر آباد دکن،
اقبال بانو کراچی، سعیدہ سلیم لاہور، ایم اطیب نعیمی کراچی، رئیس الدین سیتاپور، مسلم الدین بھاگلپور۔ حبیب حیدر پٹنہ،
محمد یونس کراچی، مسعود جہاں علی گڑھ، امام پٹنہ، مناظر الحسن مونگیر، عزیزہ بیگم کراچی، محمد طاہر الٰہ آباد، عزیز احمد ڈھاکہ، سورج پرکاش
رہتک، جمیل احمد شاہجہاں پور، ص۔ خانم بکسر، صابرہ ستار، ممتاز علی آگرہ، خواجہ محمد کمال علی گڑھ، ایم۔ ہادی منہاڈ، اختری بیگم گورکھپور

صلاح الدین۔ لاہور، خورشید بیگم چھپرہ، عشرت جبیں چھپرہ، فرحت آرا لکھنؤ، مقصود عالم الٰہ آباد، طلعت پروین راول پنڈی
غوث محی الدین بلگام، محمد اشفاق ناگپور۔ رضیہ سلطان کوہاٹ، کمالی ایم قاضی۔ بمبئی۔ سعیدہ بانو جھبویرہ، ایم شفیع ساگر، مسعود احمد نذیر
لاہور۔ رشید احمد لاہور، جگدیش سنگھ ٹاٹانگر، عبد الستار کاکناڈا، محمد ہارون ٹیٹاگڑھ، ش بنگلوری، بانو لے جعفر پونہ، اشفاق احمد اپو
کتاب الدین ہوڑہ، بل راج کماری گونا، ہرلش ملہوترہ انبالہ، مدثر حسن مراد آباد، سعادت کریم کلکتہ، عنایت اللہ سہارن پور، عزیزہ بیگم
بنگلور، پی۔ ایس چوہان ہوشیار پور، روشن آرا بیگم کلکتہ، فریدہ فاروقی لکھنؤ، رمیش چندر لدھیانہ، پروین راول پنڈی، جہاں آرا بیگم
مدراس، محمد انور کلکتہ، ایم۔ این حق لاڑکانہ، ایس فیروز احمد کراچی، چوہان نارووال، عبد الرحیم کراچی، زاہد حسین برہانی کراچی، محمد عزیز
پٹنہ، مشتاق احمد باندہ، مطلوب احمد بلیا، تمیز الدین کراچی، رحمان گیا، محمد بیگ لاویر، شکیل احمد چمپارن، نریندر کمار فیض آباد،
محمد عظیم لکھنؤ، یحییٰ لاہور، ظہیر الدین حیدر آباد دکن، ابن علی کلکتہ، ج راز کلکتہ، محمد نسیم کلکتہ، نریش چند حیدر آباد دکن، گیان پرکاش
دہلی، بلدیو راج کرنال، سندر سنگھ لکھیم پور، ایم اے فاروقی گورکھپور، محمد جمیل راول پنڈی، پریم پرکاش دہلی، حفیظہ بیگم کلکتہ،
طلعت افروز بمبئی، طلعت جہاں بیگم رامپور، امیر احمد کانپور، مشتاق احمد بمبئی، زیب النساء ازر کھیڑا، شمشیر چند ہوشیار پور، قمر جہاں کراچی

ایوب یوسف بھٹری کے شکریہ کے ساتھ

عجیب و غریب

کیا تمہیں معلوم تھا؟

کہ امریکہ کے کینیتھ ڈبلیو فرینک کی ٹانگ میں تکلیف تھی، ڈاکٹروں نے کئی مہینے اسکول نہ جانے کے لئے کہا تھا لیکن کینیتھ نے اپنے کمرے میں ایک خاص ریڈیو لگوایا جس کی مدد سے وہ کلاسوں میں ہونے والی ساری باتیں گھر پر سن لیا کرتا تھا

کہ پچھلے دنوں لندن کے ایک سرکس میں ایک ہاتھی نے شیشے کی بوتلوں کو توڑے بغیر ان پر ناچ دکھایا۔

بہت سے لوگ بڑے آدمیوں کے دستخط ایک کاپی میں کراتے ہیں لیکن لندن کے ایک ڈرائیور جیمز شارپ کو اپنے کپڑوں پر دستخط کرانے کا شوق ہے اور اس کی قمیض پر شہزادی مارگریٹ کے بھی دستخط ہیں۔

انعامی کہانیاں

نومبر کے 'کھلونا' میں ایک کہانی کا خاکہ دیا گیا تھا، اور پھر اس پر پوری کہانی لکھنے کے لئے کھلونا دوستوں اور کھلونا بہنوں کو دعوت دی گئی تھی۔ مقابلہ کے لئے کئی سو کہانیاں آئی تھیں، جن میں سے صرف تین کہانیوں پر انعام دیا گیا۔ وہ تینوں کہانیاں نیچے دی جا رہی ہیں۔ لکھیم پور کھیری کے شمیم شاہ کو سب سے اچھی کہانی پر پانچ روپے انعام دیا گیا ہے، مراد آباد کے جمیل الدین اور حیدر آباد کے احسان اللہ احمد کو دوسری اور تیسری اچھی کہانی پر ڈھائی ڈھائی روپے انعام بھیجا جا رہا ہے۔

یہ خاکہ ہے۔ سلیم اور موہن دو بڑے پکے دوست تھے۔ ایک بار گرمیوں کی چھٹیوں میں دونوں اپنے اپنے گھر والوں کے ساتھ پہاڑ پر سیر کو گئے۔ وہاں وہ دونوں دن بھر گھوڑے پر بیٹھ جنگلوں میں گھومتے پھرتے تھے۔ ایک شام موہن سلیم سے رخصت ہوا، مگر گھر نہ پہنچ سکا۔ موہن کہاں چلا گیا۔ کیا اسے کوئی لے گیا؟ سلیم نے موہن کا پتہ کیسے چلایا؟

دلچسپ تلاش

گرمی کے دن تھے، اور مئی جون کا مہینہ گرمی اپنے پورے شباب پر تھی۔ گرم گرم لو کے تھپیڑے چل رہے تھے۔ اسلم اور موہن دونوں کے امتحان ختم ہو چکے تھے۔ ان کے والدین پڑوسی تھے اور ساتھ ہی ساتھ بڑے پکے دوست۔ اسلم اور موہن بھی ایک ہی درجہ میں اور ایک ہی اسکول میں پڑھتے تھے، اور ان میں بھی ویسی ہی دوستی تھی جیسے ان دونوں کے والدین میں۔ موہن بہت کام چور تھا اور پڑھنے سے جی چراتا تھا۔ اسلم بہت تیز تھا اور موہن کو اکثر پڑھنے کی خوبیاں سمجھایا کرتا۔ ایک روز اسلم کے والد اور موہن کے پتا میں طے ہوا کہ گرمی گذارنے کے لئے کسی پہاڑی مقام چلا جائے۔ موہن اور اسلم یہ

معلوم کر کے کہ وہ پہاڑ جا رہے ہیں بہت خوش ہوئے۔ خوش کیوں نہ ہوتے، دونوں ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ تیاری مکمل ہو گئی صبح کی گاڑی سے جانے کا پروگرام بن گیا۔ اور دونوں کھانا وغیرہ کھا کر سو گئے

دوسرے دن سب لوگ پہاڑ کو روانہ ہو گئے اور وہاں دونوں کے والدین نے دو خوبصورت بنگلے کرایہ پر لے لئے ایک دن موہن اور اسلم دونوں گھوڑے پر سوار پہاڑ کی خوبصورت وادیوں کی سیر کر رہے تھے۔ شام ہونے لگی۔ دونوں اپنے گھروں کو روانہ ہوئے، اور دونوں نے اپنے گھوڑے دوڑا دیے۔ اسلم اپنے گھر آ گیا۔ موہن کچھ پیچھے رہ گیا تھا، لیکن اسلم جانتا تھا کہ موہن کو راستہ معلوم ہے اور وہ اپنی کوٹھی پر آسانی سے پہونچ جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد موہن کے والد آئے اور انہوں نے پوچھا

"بیٹا اسلم، موہن کہاں ہے؟"

اسلم نے جواب دیا

"جی ــــ گھر ہی پر ہو گا"

موہن کے والد پریشان ہو گئے اور بولے

"میں نے تو سمجھا تھا تمہارے ساتھ ہو گا"

اب تو اسلم بھی بہت پریشان ہوا اور چاروں طرف موہن کی ڈھونڈ پڑ گئی۔ لیکن اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔ سب گھبرا رہے تھے کہ موہن کہاں گیا، اور اسے کیا حادثہ پیش آیا۔ اسلم اور موہن بہت پکے دوست تھے اور جب تک ایک دوسرے کی شکل نہ دیکھ لیتے تھے چین نہ آتا تھا۔ اسلم کو موہن سے بچھڑ جانے کا دلی صدمہ تھا۔ اس نے ٹھان لیا کہ موہن کو ضرور تلاش کروں گا۔

اس نے پرچہ اپنے والد کے نام لکھ کر تکیہ کے نیچے رکھ دیا

"آپ بالکل فکر نہ کیجئے گا۔ میں
موہن کو تلاش کرنے جا رہا ہوں
اور مجھے امید ہے کہ میں موہن
کے ساتھ جلد واپس آؤں گا۔
اسلم

اسلم گھوڑے پر سوار ہو کر اسی سمت روانہ ہوا، جدھر سے آتے ہوئے موہن لاپتہ ہو گیا تھا۔ چلتے چلتے اسے راستے میں لیٹا ہوا ایک بہت بوڑھا شیر دکھائی دیا، جو بھوک سے تڑپ رہا تھا۔ پہلے تو اسلم ڈرا لیکن یہ جان کر کہ بوڑھا شیر حملہ نہیں کر سکتا، اسلم آگے بڑھ

گیا۔

اُسے پیچھے سے آواز سنائی دی

"لڑکے! میں بہت بھوکا ہوں کیا تم مجھے کچھ کھانے کو دے سکتے ہو"

اسلم ایک حیوان کے مونہہ سے یہ سن کر خوفزدہ ہوگیا

شیر نے کہا

"ڈرو مت"

اسلم ڈرتے ڈرتے بولا

"مگر آپ ہیں کون؟ اور کیا چاہتے ہیں"

شیر نے جواب دیا

"میں یہ بعد میں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں میں بہت بھوکا ہوں اور اتنا چاہتا ہوں کہ تم مجھے اپنا گھوڑا کھانے کے لئے دے دو" اسلم نے سوچا

"اگر میں اسے گھوڑا دے دوں گا تو مجھ کو پیدل چلنا پڑے گا اور بڑی تکلیف اٹھانی پڑے گی" لیکن اس نے اپنی تکلیف کو تکلیف نہ سمجھ کر شیر کو اپنا گھوڑا پیش کر دیا۔ شیر نے انگڑائی لی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک فرشتہ بن گیا۔ اسلم یہ دیکھ کر بہت ڈر گیا اور اس سے بولا تک نہ گیا۔ فرشتے کے دو پر لگے ہوئے تھے اور وہ بڑا خوبصورت تھا۔ وہ مسکرا کر بولا

"تو سنو میں تم کو بتاتا ہوں کہ میں کیا ہوں میں فرشتہ ہوں اور دنیا میں اچھے بُرے کی جانچ کرتا ہوں۔ میں تم سے بہت خوش ہوں کیونکہ تم بہت رحم دل ہو اور ساتھ ہی ساتھ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم دل لگا کر پڑھتے ہو۔ میں تمہاری کوئی بھی ایک خواہش پوری کرنے کو تیار ہوں۔ بولو تم کیا چاہتے ہو"

اسلم نے خوش ہو کر کہا

"میرا ایک دوست موہن کچھ دن ہوئے غائب ہوگیا ہے۔ کیا آپ مجھے اس سے ملا سکتے ہیں؟ اور اگر وہ کسی مصیبت میں ہے تو کیا آپ اُسے آزاد کرا سکتے ہیں؟"

فرشتے نے آنکھیں بند کرکے سوچا اور پھر کہا

"اسلم! موہن کو لڑکوں کے ملک کے سپاہی پکڑ لے گئے ہیں، جو یہاں سے بہت دور ہے۔ اس ملک میں لڑکوں اور بچوں کا راج ہے اور جو لڑکے پڑھنے لکھنے سے جی چراتے ہیں یا غریبوں

کمزوروں کی مدد نہیں کرتے اور ان میں خرابیاں ہوتی ہیں تو اس ملک کی سلطنت انہیں سزا دیتی ہے، اور کچھ مدت کے لئے انہیں قید کر کے ان کو ٹھیک کر لیا جاتا ہے۔ تم کہو گے کہ ان کو اس دنیا کے لڑکوں کے بارے میں کیا معلوم؟ لیکن تم کو معلوم نہیں 'لڑکوں کا ملک' بہت مضبوط اور بڑا ہے اور اس کے خفیہ جاسوس دنیا بھر میں پھیلے ہیں۔ اور عجیب عجیب طریقوں سے شریر لڑکوں کو اپنا ملک میں ٹھیک کرنے کے لئے اٹھا لاتے ہیں اور ان کو چھوڑتے وقت وعدہ کرا لیتے ہیں کہ آئندہ سے وہ اچھے لڑکوں کی طرح رہیں گے کسی سے بے رحمی کا برتاؤ نہ کریں گے۔ اور پڑھنے لکھنے میں طبیعت لگائیں گے"

اسلم کے کہنے سے فرشتے نے یقین دلایا کہ وہ موہن کو واپس لے آئے گا۔ فرشتے نے اسلم کو اپنے کندھے پر بٹھا لیا اور اڑنا شروع کر دیا۔ فرشتہ بہت تیز اڑ رہا تھا۔ بہت دیر اڑنے کے بعد فرشتہ آسمان کی طرف سے زمین پر اترنے لگا۔ رفتہ رفتہ دونوں زمین پر آ گئے۔ اور اب وہ لڑکوں کے ملک میں تھے۔ دونوں سیدھے اس ملک کے صدر کے پاس گئے۔ دربار لگا ہوا تھا۔ اور موہن ہی کا مقدمہ پیش ہو رہا تھا۔ موہن اسلم کو دیکھ کر اور اسلم موہن کو دیکھ کر خوشی سے بے چین ہو گئے۔ صدر نے فرشتے کو خوش آمدید کہا اور اس کی اور سلیم کی بڑی خاطر و تواضع کی۔ اس کے بعد فرشتے نے اپنے آنے کی وجہ بتائی اور موہن کے لئے کافی سفارش کی کہ اس کو چھوڑ دیا جائے۔ صدر نے اس فرشتے کی سفارش پر موہن کو چھوڑ دینے کا فیصلہ کر لیا لیکن اُس سے آئندہ نیک رہنے کا وعدہ لے لیا۔ موہن کے چھوٹتے ہی سلیم اور موہن جوشِ محبت سے لپٹ گئے کیونکہ دونوں بہت دنوں کے بچھڑے ہوئے تھے۔ فرشتے کے کہنے پر دونوں اس کے کندھوں پر سوار ہو گئے، اور فرشتہ اڑنے لگا دونوں کو بڑا لطف آ رہا تھا اور وہ تیزی سے بادلوں کے اندر سے ہوتے ہوئے گذر رہے تھے۔ اوپر موسم بھی بہت خوشگوار تھا۔ نہ زیادہ سردی تھی نہ گرمی

اسلم نے موہن سے کہا

"ہاں یہ تو بتاؤ تم کس طرح اس ملک میں پہونچے؟"

موہن نے جواب دیا

"جب میں گھوڑے پر تم سے پیچھے رہ گیا اور تم آگے نکل گئے تو میں آہستہ آہستہ آنے لگا۔ میں کافی تھک بھی گیا تھا۔ اتنے میں مجھ کو سبز سبز لائم

گھاس پر نہایت خوبصورت تخت دکھائی دیا، جس میں بہت لچک دار گدے اور اوپر جھڑی لگی تھی۔ میں تو تھکا ہوا تھا ہی، بغیر سوچے سمجھے اس میں آرام کرنے کے لئے سوگیا۔ اس تخت کے چاروں طرف بڑی خوب صورت موم بتیاں جل رہی تھیں۔ میں اسی تخت میں سوگیا۔ اچانک ایسا معلوم ہوا جیسے تخت زمین سے اُٹھ گیا ہو میں نے جھانک کر دیکھا اور نیچے کودنے کی کوشش کی، لیکن تخت کے نیچے سے دو مضبوط پنجے نکلے اور انہوں نے مجھے تخت کے ساتھ نرم پیٹیوں سے جکڑ دیا۔ مجھے پھر نیند سی آنے لگی، اور میں سوگیا جب میری آنکھ کھلی تو میں لڑکوں کے ملک میں تھا اور اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ تو تم کو معلوم ہی ہوگیا ہے۔"

فرشتہ زمین پر اُتر آیا اور وہ دونوں بھی اُتر آئے۔ موہن کا گھوڑا جو موہن کے غائب ہوتے ہی خود بھی خدا جانے کہاں لاپتہ ہوگیا تھا اس وقت اسلم کے گھوڑے کے ساتھ چر رہا تھا

دونوں نے فرشتے کا شکریہ ادا کیا اور جب تک فرشتہ آسمان کی گہرائیوں میں اڑکر غائب نہ ہوگیا سلیم اور موہن برابر اس کی طرف دیکھتے رہے، اس کے بعد دونوں گھوڑوں پر سوار ہوکر ساتھ ساتھ گھروں کی طرف چل دیئے اس وقت دونوں بہت خوش تھے۔ دونوں اپنے گھروں پر پہونچ گئے۔ ان کے والدین اپنے بیٹوں کو زندہ دیکھ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ انہیں تو یقین ہوگیا تھا کہ دونوں مرچکے ہیں۔

موہن کے والد نے اسلم کو سینے سے لگالیا ہر طرف سے دونوں کو اُن کی نئی زندگی پر مبارکباد مل رہی تھی۔ دونوں نے اپنی بقیہ دنوں کی چھٹی مزے سے گذاری۔ وہ پہاڑی چشموں میں ساتھ ساتھ نہاتے، شکار کھیلتے، اور اپنے کیمروں سے پہاڑ کے دلچسپ نظاروں کے فوٹو لیتے۔

جب اسلم اور موہن کے اسکول کھلنے کے تھوڑے روز رہ گئے تو دونوں معہ اپنے والدین کے ہنسی خوشی شہر لوٹ آئے۔

شمیم شاہ

انعامی کہانی نمبر۲ میں پہلا انعام پانے والی کہانی شمیم شاہ (معرفت سید سلیم شاہ صاحب، مالک سلیم ایگریکلچرل فارم، سلیم آباد، ڈاک خانہ بھگئیں (براستہ میلانی) لکھیم پور یو۔پی) کی ہے۔

گھوڑے کا کارنامہ

موہن اور سلیم دو پکے دوست تھے۔ ایک دفعہ وہ اپنے اپنے ماں باپ کے ساتھ پہاڑ کی سیر کو گئے وہاں خوب سیریں کیں۔ بڑے مزے سے وقت گزر رہا تھا۔ ایک دن موہن گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کے لئے گیا۔ شام ہو گئی اور وہ نہیں آیا۔ رات ہو گئی اور وہ نہیں آیا۔ سب کے کان گھوڑے کی چاپ پر لگے ہوئے تھے، مگر اس کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔ سب خاموش بیٹھے تھے۔ سب کے دل بیٹھے جا رہے تھے۔

"موہن بھیا کو پیلا دیو اٹھا کر لے گیا" ننھی شیلا بولی (وہ دیوؤں کی کہانیاں بہت پڑھتی تھی) اور سب نہ معلوم کس ڈر سے کانپ اٹھے

سلیم اٹھا اور رومال سے مونہہ چھپائے ہوئے بگولے کی طرح باہر نکل گیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے، اور دل رنج کی گہرائیوں میں ڈوبا ہوا۔ مگر وہ اسے کہاں ڈھونڈے؟ نہ پتہ نہ نشان دور تک چٹانیں ہی چٹانیں۔ پہاڑیاں ہی پہاڑیاں بڑے بڑے کالے پتھر اور گھاٹیاں جن میں ذرا بھی آواز ہو تو دور تک گونج جائے۔ ایسی جگہ کوئی کسی کو کیسے ڈھونڈ پائے؟

وہ پاگل سا ہو گیا۔ اس کا دماغ اس کے قابو میں نہ رہا۔ وہ دیوانوں کی طرح موہن کو آوازیں دینے لگا۔ پہاڑیاں چیخنے لگیں "موہن۔ موہن" اور پھر وہ گر پڑا۔ جیسے اس کی سب طاقت ختم ہو گئی ہو

ہوا تیز ہونے لگی، جیسے آندھی آنے کو ہو۔ چاند کو زرد غبار نے ڈھانپ لیا۔ ہوا اور تیز ہوئی جھکڑ چلنے لگے۔ درختوں کے پتے تالیاں بجانے لگے طوفان آنے لگا، جیسے لاکھوں بھوت دور ناچ رہے ہوں اور تالیاں بجا رہے ہوں۔ اور اس کے قریب آتے جا رہے ہوں

"میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں پتہ بتاؤں گا" ہوا کا ایک زبردست جھکڑ اس کے کانوں میں چیخ اٹھا اور گزر گیا "میرے ساتھ آؤ۔ میرے ساتھ آؤ" اس کے نیچے کی چٹانیں زور زور سے سسکنے لگیں۔ "میرے ساتھ آؤ۔ میرے ساتھ آؤ" پتوں نے تالیاں بجاتے ہوئے کہا "میرے ساتھ آؤ"

وہ خود بھی چیخ اٹھا اور پاگلوں کی طرح دوڑ پڑا۔ وہ سیاہ پتھروں کو پھلانگتا چلا گیا۔ چھوٹی گھاٹیوں کو اس نے کود کر پار کر لیا۔ وہ ہوا کے جھکڑوں سے بھی آگے نکلنے لگا۔ اس کے بولٹوں کی آواز سے

گونج پیدا ہو رہی تھی۔ وہ اب ایک میدان میں آگیا تھا۔ جہاں بہت سے پیڑ اُگ رہے تھے۔ اس کے قدم اندھیرے میں کسی چیز سے ٹکرائے۔ اس نے جھک کر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا ——— مردے کی کھوپڑی ——— قبرستان تھا۔ مگر اس وقت وہ ذرا بھی نہ ڈرا۔ وہ اپنے ہوش میں ہی کب تھا؟

دور اسے روشنی سی نظر آئی وہ اسی طرف بڑھا پانچ چھ سائے ناچ رہے تھے۔ وہ اور قریب گیا۔ اس کے کانوں میں گانے کی آوازیں آئیں۔

"آگ کی زبانیں لپک رہی ہیں۔
وہ ہڈیاں مانگ رہی ہیں۔
اور گوشت بھی اور خون بھی۔
انہیں یہ سب دیا جائے گا۔
ابھی ——— جب یہ بچہ دیوتاؤں کی گود
میں پہنچ جائے گا۔
آگ کی بھوک مٹا دی جائے گی ———
پیاس بجھا دی جائے گی۔
ہماری زبانوں پر خون کا ذائقہ اتنا کم رہ گیا ہے
کہ اس کو تازہ کر لینا ضروری ہے۔
اور آج ہی وہ مبارک دن ہے۔"

وہ برابر ناچے جا رہے تھے۔ گائے جا رہے تھے۔ سلیم نے جوتے ہاتھ میں لئے اور درختوں کی آڑ میں آگے بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ بیچ میں موہن لیٹا ہے۔ اس کا چہرہ زرد ہے اور سانس آہستہ آہستہ چل رہا ہے۔ وہ سوچنے لگا کہ وہ کیا کرے۔ ذرا دیر میں وہ موہن کو مار ڈالیں گے۔ مقابلہ وہ کر نہیں سکتا پانچ سے ایک کا کیا مقابلہ؟ مگر پھر بھی اس نے یہی سوچا کہ وہ لڑے گا۔ یا تو وہ موہن کو موت کے جبڑوں میں سے کھینچ لائے گا یا خود بھی مر جائے گا اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ ایک سوکھی لکڑی پڑی تھی۔ اس نے وہی اٹھالی۔

یکایک دور سے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز آئی۔ ناچ بند ہو گیا۔ گیت ختم ہو گیا۔ اور پانچوں آدم خور اُدھر کو دیکھنے لگے جدھر سے آواز آ رہی تھی یہ کیا؟ موہن کا گھوڑا۔ سلیم کے ابا۔ موہن کے پتا اور دس سپاہی۔

سب آدم خور گرفتار کر لئے گئے۔

اب پتہ چلا کہ اصلی جان بچانے والا موہن کا گھوڑا تھا۔ جب موہن کو آدم خوروں نے پکڑ لیا۔ تو وہ بھاگ گیا۔ اور گھر پہنچ گیا۔ اس نے سلیم کے ابا کی اچکن پکڑ لی اور کھینچنے لگا۔ پھر موہن کے پتا کے سامنے ہنہنانے لگا اور شیلا بول اٹھی

"میں سمجھ گئی! میں سمجھ گئی!! یہ گھوڑا آپ کو موہن بھیّا کے پاس لے جانا چاہتا ہے" (اس نے ایسی کہانیاں بہت پڑھی تھیں جن میں جانوروں نے طرح طرح کے ڈھنگوں سے اپنے مالکوں کی جانیں بچائی ہیں) موہن کے پتا فوراً دس سپاہیوں کو لے کر آئے اور گھوڑا راستہ دکھاتا رہا۔

گھر پہنچ کر سب کو جتنی خوشی ہوئی اس سے ہمیں کیا مطلب؟ ہاں اس خوشی میں جو بڑی دعوت کی گئی اس میں میں بھی تھا۔ اور اگر میں تمہیں یہ بتا دوں کہ اس دعوت میں کیا کیا چیزیں تھیں تو تم یہ دعا کرنے لگو گے کہ موہن پر پھر ایسی مصیبت پڑے تاکہ تم بھی پھر خوشی کی دعوت میں ہاتھ مارو ——— اس لئے ہم تو نہیں بتاتے۔

جمیل الدین

دوسرا انعام پانے والی کہانی جمیل الدین معرفت منشی قمرالدین صاحب پیش کار محلہ کسرول متصل تکیہ بدھا شاہ مرادآباد (یو-پی)

ننھے بہادر

سلیم اور موہن دو دوست اپنے والدین کے ہمراہ پہاڑ پر گئے۔ دونوں روزانہ گھوڑوں پر سوار ادھر ادھر گھوما کرتے تھے۔ ایک دن شام کو موہن سلیم سے رخصت ہوا۔ راستہ میں ایک چشمہ پر موہن اپنے گھوڑے کو پانی پلانے لگا۔ اس کے ہاتھ سے باگ چھوٹ گئی اور گھوڑا بھاگ گیا۔ وہ کچھ دور تک تو اس کے پیچھے دوڑا۔ مگر کہاں ایک تیز ر گھوڑا اور کہاں موہن ——؟ اتنے میں رات ہو گ وہ راستہ بھول گیا۔ پاس کے جنگل سے جنگلی جانو کی آوازیں آنے لگیں وہ گھبرایا اور ادھر سے اد بھاگنے لگا۔ مگر راستہ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ تھک ہار ک وہ ایک ایسی جگہ ڈھونڈنے لگا جہاں رات محفوظ رہ سکے۔ آخر بڑی مشکل کے بعد اسے ایک غا کے اندر پناہ ملی۔ وہ گھوڑا سواری کے کپڑے اتار کر اس پر لیٹا ہی تھا کہ لوگوں کے زور زور سے باتیں کرنے اور قہقہے لگانے کی آوازیں آئیں وہ ڈر کر رونے لگا۔ رونے کی آواز سن کر قہقہے بند ہوگئے، اور غار کے اندر سے لوگ مشعلیں لے کر نکلنے لگے۔ موہن کو دیکھ کر ان لوگوں کو تعجب ہوا۔ ان لوگوں نے آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کیں اور پھر انہوں نے موہن کو پکڑ کر رسیوں سے باندھ دیا اور غار کے اندر لے گئے، اور اسے ایک کمرے میں بند کر دیا۔

یہ غار جو شہر سے چند میل جنگل میں واقع تھا ڈاکوؤں کا مکان تھا۔ باہر سے تو یہ ایک معمولی پہاڑی غار دکھائی دیتا تھا مگر اندر سے یہ ایک چھوٹا سا قلعہ نما مکان تھا جس میں کئی کمرے تھے ان ہی میں سے ایک کمرے میں موہن کو بند کردیا گیا، اور بس دوسرے دن صبح کے وقت کھانا دینے کے لئے ہی کھولا گیا۔

دوسرے دن تک موہن گھر نہ پہونچا تو اس کے والدین پریشان ہوئے اور دوڑے ہوئے سلیم کے پاس آئے۔ سلیم کو بہت تعجب ہوا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا۔ اُسے اپنے دوست سے بہت محبت تھی وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کی تلاش میں نکلا۔ گھومتے گھومتے وہ اسی غار پر پہونچا۔ غار کے باہر ایک چھوٹے سے گڑھے میں اُسے ایک جوتا دکھائی دیا وہ ٹھٹک گیا کیونکہ یہ جوتا موہن کا تھا۔ وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ چند آدمی آئے اور غار کے اندر جانا چاہتے تھے کہ سلیم پر اُن کی نظر پڑ گئی۔ ایک نے چلّا کر کہا

"یہ اسی کا ساتھی معلوم ہوتا ہے۔ اس کی تلاش میں نکلا ہے"

اُن لوگوں نے سلیم کو بھی پکڑ لیا اور موہن کے کمرے ہی میں بند کردیا۔ دونوں دوست ایک دوسرے کو دیکھ کر گلے لپٹ گئے اور روتے رہے اور اُس نے روتے ہوئے واقعات سنائے آخر موہن نے کہا۔

"بھئی اس طرح رونے سے کام نہ چلے گا رہائی کی ترکیب سوچنی چاہئے مگر یہ ابھی تک نہ معلوم ہو سکا یہ لوگ کون ہیں کیا کرتے ہیں؟"

سلیم نے کہا

"ان لوگوں کے باتوں کی آواز آرہی ہے آؤ سنیں۔"

دونوں دوستوں نے اپنے کان دروازے سے لگا دیئے اور سننے لگے۔ آخر ان کی بات چیت ختم ہو گئی تو اُن دوستوں کو معلوم ہوا کہ یہ ڈاکوؤں کا ایک گروہ ہے جو آج رات کے بارہ بجے نیشنل بنک پر ڈاکہ ڈالنے والے ہیں۔ ان دونوں کے متعلق بھی ڈاکوؤں میں کافی بحث ہوئی آخر یہ طے پایا کہ ان کے والدین کو اطلاع دی جائے کہ بیس ہزار روپیہ فراہم کرکے جنگل میں فلاں مقام پر رکھ دیں، اور جب رقم وصول ہو جائے تو ان بچوں کا گلا گھونٹ دیا جائے

تاکہ یہ ان ڈاکوؤں کا پتہ نہ بتا سکیں۔

سلیم اور موہن بہت دیر تک روتے رہے پھر موہن نے کہا

"میں نے ایک ترکیب سوچی ہے" اور پھر اس نے سلیم کے کان میں کچھ کہا۔ انہوں نے شام ہونے کا انتظار کیا اور پھر دونوں نے مل کر چارپائی جو وہاں رکھی تھی اس کا ایک پایہ علیحدہ کیا۔ پھر انہوں نے دروازوں کی درازمیں سے جھانک کر دیکھا تو انہیں مکان خالی نظر آیا۔ البتہ ایک آدمی لیٹا ہوا نظر آیا جو دروازہ کھول کر ناشتہ اور کھانا دیا کرتا تھا۔ دونوں نے مل کر اندر سے چیخیں مارنی شروع کیں۔ ملازم نے پریشان ہوکر دروازہ کھولا۔ ابھی وہ اندر داخل بھی نہ ہوا تھا کہ اس کے سر پر اتنے زور سے چارپائی کا پایہ پڑا کہ اس کا سر بھنّا گیا اور وہ چکرا کر فرش پر گر پڑا۔ دونوں دوست باہر آئے اور کمرہ بند کرکے تالا لگا دیا۔

سلیم کو راستہ معلوم تھا، وہ دونوں دوڑتے ہوئے شہر کی طرف چلے۔ پہلے وہ بنک کو ڈاکوؤں سے بچانا چاہتے تھے مگر بنک شہر کے دوسرے کونے پر تھا اور ان کے وہاں پہونچنے تک ممکن تھا کہ ڈاکو اپنا کام کر جاتے۔ اس لئے انہوں نے سوچا کہ راستے میں کسی بڑے مکان سے ٹیلی فون کر دیا جائے۔ وہ بھاگتے رہے۔ دونوں کا سانس پھول گیا مگر پھر بھی وہ بھاگتے رہے، یہاں تک کہ دور سے انہیں شہر کی روشنیاں نظر آنے لگیں۔ ان کی ساری تھکن دور ہوگئی اور آخرکار وہ شہر کی حد پر پہونچ گئے۔

نکڑ پر ہی ایک بنگلہ تھا۔ سلیم اور موہن نے باہر کھڑے ہوکر دم لیا اور اندر داخل ہوئے اور مالک مکان سے اجازت لے کر بنک کو ٹیلیفون کرنے لگے۔

مگر بنک کے محافظ نے انہیں بچہ سمجھ کر ٹال دیا۔ دونوں ایک دوسرے کا مونہہ تکنے لگے کہ اب کیا ہو۔ مالک مکان نے لڑکوں سے واقعہ دریافت کیا۔ جب دونوں نے پورا واقعہ بتایا تو وہ آدمی حیران و پریشان ہوگیا پھر اس نے کہا

"میں اسی بنک کا مینجر ہوں۔ تمہارا بہت بہت شکریہ کہ تم نے ایک بنک کو اور پھر مجھ کو تباہی سے بچایا" اس نے اسی وقت پولیس اسٹیشن کو ٹیلیفون کیا کہ وہ ڈاکوؤں کا

بند و بست کرے اور پھر خود اُس نے اپنی موٹر نکالی اور دونوں بچوں کو بٹھا کر بنک کی طرف چلا

دوسرے دن شہر کے تمام اخباروں میں یہ خبر سلیم اور موہن کی تصویروں کے ساتھ چھپی "گذشتہ رات پولیس نے آٹھ ڈاکوؤں کے ایک جتھے کو جس میں کے تین مشہور و معروف ڈاکو شامل ہیں نیشنل بنک میں گرفتار کر لیا۔ یہ گرفتاریاں دو ننھے بہادروں سلیم اور موہن کی بر وقت مخبری پر عمل میں آئیں۔ اس سلسلے میں بہت سی باتوں کا پتہ چلنے کی توقع ہے۔ عنقریب پڑھنے والوں کی خدمت میں تمام تفصیلات پیش کی جائیں گی۔

سنا گیا ہے کہ حکومت اور بنک نے ان بہادروں کو پانچ پانچ ہزار روپیہ انعام دینے کا فیصلہ کیا ہے"

احسان اللہ احمد

تیسرا انعام پانے والی کہانی احسان اللہ احمد حیدی گشتی کتب خانہ نظام شاہی روڈ۔ حیدرآباد دکن

بزمِ کھلونا

دو دو باتیں

یونس دہلوی

ایک بات: کھلونا کا ہر پڑھنے والا خواہ وہ خریدار ہو یا نہ ہو "بزمِ کھلونا" میں دو سوال پوچھ سکتا ہے، دو سے زیادہ سوالوں کے جواب نہیں دیئے جائیں گے۔ سوالات پاکیزہ دلچسپ اور مختصر ہونے چاہئیں ایک سوال لکھ کر اس کے نیچے جواب کے لئے جگہ چھوڑ دینی چاہیئے، اس کے بعد دوسرا سوال لکھ کر اس کے نیچے بھی جواب کے لئے جگہ رکھنی ضروری ہے۔ سوالات ہر ماہ کی ۱۵ تاریخ تک ہمیں ملنے چاہئیں — ایڈیٹر

جلیل اختر۔ گوجرانوالہ پاکستان

س:- جنوری کے کھلونا کے ٹائیٹل پر کارٹون دیکھا۔ درزی کو سیڑھی کی کیا ضرورت تھی۔ وہ گاہک کو لٹا کیوں نہیں لیتا؟

ج:- ٹھیک ہے، جلیل۔ ہمارا خیال ہے گاہک کو لٹا کر بھی اس کی ناپ ٹھیک لی جا سکتی ہے۔ مگر، اس بے چارے درزی کو کون سمجھائے اب؟

ج۔ رازالحسینی۔ کلکتہ نمبر ۱٦

س:- یونس بھیا! میں آپ کے لئے چائے اور ادریس بھائی کے لئے بنگال کی مشہور مٹھائی رس گلے روانہ کروں گا۔ بتایئے آپ نے میری کہانی ردی کی ٹوکری کی نظر کر دی یا شائع کریں گے۔

ج:- اچھا — تو اب سمجھے ہم! یہ "رشوت" کہانی کے لئے پیش کر رہے تھے تم! تب تو تمہاری کہانی بالکل نہیں چھپے گی، اس لئے کہ ہم رشوت کو بہت بُرا

سمجھتے ہیں۔ ہر اچھی کہانی بغیر رشوت کے چھپ جاتی ہے ــــ اور باقی کہانیاں رشوت دینے کی کوشش پر بھی ردی کی ٹوکری میں۔

سوشیل کمار بھلا۔ فیروزپور شہر

س:۔ یونس صاحب۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اگر آپ کسی اور انعامی مقابلے کی بجائے انعامی معمہ شروع کردیں۔ کیونکہ مجھے بھی سجاد رضوی مشتاق حیدرآباد دکن۔ کی طرح قرعہ اندازی میں ناکامی ہی ہوئی ہے۔ اس لئے کوئی انعامی معمہ شروع کریں تو اچھا ہے۔

ج:۔ اس تجویز پر غور کیا جا رہا ہے اور جلد ہی کوئی فیصلہ کرلیا جائے گا۔ ہم بھی اپنے انعامی مقابلے ایسے ہی رکھنا چاہتے ہیں، جن میں قرعہ اندازی کی ضرورت نہ پڑے۔

س:۔ یونس صاحب۔ آپ مہربانی کرکے فولادی میاں کو فروری کے مہینے میں پھانسی نہ دے دینا۔ اگر تم نے فولادی میاں کو پھانسی دے دی تو پھر فولادی میاں کی کہانی جو مجھے بے حد پسند ہے وہ آیندہ میں پڑھ نہ سکوں گا۔ اس لئے میں سفارش کرتا ہوں کہ انہیں پھانسی نہ دیجئے گا۔

ج:۔ فکر نہ کرو ــــ انہیں پھانسی نہیں دی گئی۔ اور میاں فولادی زندہ ہیں باقی تم صفحہ ۵ سے ان کی کہانی دیکھ کر معلوم کرسکتے ہو۔

ایم۔ جی۔ اللہ بخش۔ مدراس

س:۔ مہربانی فرماکر میاں فولادی کا پتہ تحریر کیجئے کیونکہ ہمارے گھر میں ایک ایسی موٹر کار آئی ہے جو بڑی مشکل سے اسٹارٹ ہوتی ہے؟

ج:۔ خوب ــــ تو آپ میاں فولادی سے اپنی موٹر سٹارٹ کرانا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر ان کے ہینڈل گھمانے میں موٹر ہی ٹوٹ گئی تو؟

محمد ابو القاسم۔ بھوڑو لکا ماڑی پاکستان

س:۔ اگر آپ میرے خطوں کے جواب نہیں دیں گے تو روزانہ چار خط لکھا کروں گا۔ اور آپ کے نام ڈال دوں گا۔ اس لئے کہ آپ کا کام بڑھ جائے۔ کیوں طریقہ ٹھیک ہے نا؟

ج:۔ نہیں، نہیں، قاسم ــــ ایسا نہ کرنا۔ لو اس دھمکی سے ڈر کر ہم تمہارا یہ خط 'کھلونا' میں چھاپے دیتے ہیں!

نادرہ۔ کراچی

س:۔ آپ نے کھلونا کا نام رکھا تھا یا ادریس بھیا نے مجھے کھلونا نام بہت پسند ہے۔ تمام رسالوں سے اچھا نام کھلونا ہی کا ہے۔

ج:۔ یہ نام کئی سال ہوئے ہمارے ابا جان نے سوچا تھا۔

آر۔ کرشنا مورتی۔ حیدرآباد (دکن)

س :۔ میری پُرزور اپیل ہے کہ انعامی معمہ بہت جلد شروع کیا جائے، اور کوئی فیس نہ لی جائے اور ہر صحیح حل بھیجنے والے کو انعام ملے۔ تو بتایئے انعامی معمہ کب سے شروع کریں گے؟

ج :۔ سب باتوں پر غور ہو رہا ہے۔ جلد ہی کچھ اعلان کریں گے۔

س :۔ دنیا میں کل کتنی حکومتیں ہیں اور وہ کون سی ہیں۔

ج :۔ دنیا کی سب حکومتوں کے نام ہی لکھنے کے لئے کئی صفحے چاہئیں۔ اس چھوٹے سے سوال کا اتنا بڑا جواب 'کھلونا' میں کیسے دیا جا سکتا ہے؟

حامد عبدالعزیز۔ عدن

س :۔ جو لڑکے بتاؤ تو بھلا یا انعامی کارٹون میں جواب دل چسپ اور مزاحیہ دیتے ہیں۔ کیا ان سب کو کتابیں انعام میں ملتی ہیں یا فقط دو کو قرعہ سے نکال کر انعام دیا جاتا ہے؟

ج :۔ انعامی کارٹون میں تو سب سے دل چسپ جواب بھیجنے پر انعام ملتا ہے ـــــ اور "سب سے دل چسپ" جواب ایک ہی ہو سکتا ہے۔ ہاں، بتاؤ تو بھلا میں قرعہ سے انعام ملتا ہے۔

خورشید احمد علوی

س :۔ اگر آپ کھلونا کے صفحات بڑھا دیں اور قیمت بھی آٹھ آنے کر دیں تو کیسا ہے؟

ج :۔ پھر بہت سے دوست اسے خرید نہ سکیں گے۔ اور ایسا رسالہ کس کام کا، جسے لوگ خرید ہی نہ سکیں۔

صابرہ سیویٹ۔ ناگپور

س :۔ اپنا نام 'کھلونا' میں دیکھتے ہی مٹھائی کا پارسل تیار کیا اور سو گئی۔ خواب میں آپ کو پارسل روانہ کر دیا۔ صبح جو دیکھا تو واقعی پارسل غائب تھا۔ سچ بتایئے کس کو ملا؟ آپ کو یا ادریس بھیا کو؟

ج :۔ یہ تو بتاؤ رات کو اٹھ کر خود ہی تو مٹھائی ہضم نہیں کر لی تھی تم نے؟

رئیس جہاں رومان۔ کراچی

س :۔ کیا کھلنڈرا صاحب نے شرارتیں کرنا چھوڑ دیں۔ کیوں کہ آج کل کھلونا میں ان کا کوئی قصہ نہیں ہوتا؟

ج :۔ کھلنڈرا صاحب کچھ دنوں سے خوب دل لگا کر پڑھ رہے ہیں۔ پھر بھی، کبھی کبھی شرارتیں کر بیٹھتے ہیں۔ تم جلد ہی ان کی کہانیاں پھر 'کھلونا' میں پڑھ سکو گے۔